تصنیف حضرت سید شاہ برہا

کلمة ال

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات ادارۂ ادبیات اُردو نمبر ۲۷۸

تصنیف حضرت شاہ سید برہان الدین جانم بیجاپوری قدس سرہٗ العزیز

کلمۃ الحقایق

مرتبہ

محمد اکبر الدین صدیقی لکچرار جامعہ عثمانیہ

ناشر

ادارۂ ادبیات اُردو خیریت آباد

حیدرآباد دکن

جولائی ۱۹۶۱ء

طبع اول ۵۰۰

Marfat.com

مطبوعہ

اعجاز پرنٹنگ پریس چھتہ بازار

Marfat.com

مقدمہ

حضرت میراں جی شمس العشاقؒ، اُن کے خاندان کے افراد اور اُن کے خلفاء نے نہ صرف مذہب اسلام اور تصوف پر گراں قدر کتابیں لکھی ہیں بلکہ قدیم اُردو ادب کی بھی بے انتہا خدمت کی ہے۔ یہ وہ دور ہے کہ اردو عالمِ طفولیت میں تھی لیکن اس کے باوجود وہ علماء اور صوفیا کے اظہارِ خیال کا ذریعہ بنی۔ حضرت شیخ فرید گنج شکرؒ، حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ اور حضرت شاہ نصیر الدین چراغ دہلیؒ نے ایک ایک دو دو جملے اس زبان میں ادا فرما کر اس کو عزت بخشی اور اس کے بعد حضرت امیر خسروؒ نے اس کو بہت جلد بلند مقام عطا کر دیا۔ دکن میں حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ نے اپنے رسایل سے اس کے ادبی معیار کو بلند کیا اور گجرات میں حضرت شیخ علی الدین گنج العلمؒ نے تصوف کے مسائل اپنے مریدوں کو اسی زبان میں سمجھائے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ کے ایک خلیفہ حضرت شاہ جمال الدینؒ مغربی ہیں جن کے خلیفہ حضرت شاہ کمال الدین مجرد بیابانیؒ سے حضرت میراں جی شمس العشاق نے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ حاجی شریف دوام الدین ابن سید علی کے صاحبزادے تھے۔ حضرت حاجی شریف دوام الدین کا قیام مکہ معظمہ میں حضرت ابوبکر قحافہ کے مکان سے قریب محلہ قرشنیہ میں تھا آپ ہندوستان آئے اور چغتائی خاندان میں شادی کی۔ کچھ دن قیام کیا اور پھر مکہ معظمہ واپس ہوئے۔ یہیں حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاق کی

Marfat.com

ولادت ہوئی۔ بائیس سال کی عمر میں آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہوئی اور آپ مدینہ منورہ گئے بارہ سال تین ماہ پانچ یوم قیام کیا۔ ہر سال حج کیا درس و تدریس اور زہد و ریاضت میں مصروف رہے ریاضت کا یہ عالم تھا کہ بارہ سال تک صرف ایک پہلو پر سوئے۔ بارگاہ نبویؐ سے حکم ملا کہ ہندوستان جائیں آپ نے زبان نہ جاننے کا عذر کیا تو ارشاد ہوا کہ تمھیں سب زبانیں آجائیں گی۔ شاہ کمال الدین بیابانی کے پاس جائیں اور ان کے حکم کی تعمیل کریں۔ چنانچہ وہ ہندوستان پہنچے شاہ کمال الدین بیابانی سے ملے ان کے حکم کی بنا پر مقام بھنکار میں عقد کیا اور انھیں کے حکم سے بیجاپور آئے۔ یہاں اپنی فضیلت علمی سے عوام کے قلوب کو مسخر کیا[۱] ۱۵ رشوال سنہ ۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ء کو آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی تاریخ وفات شاہ حسین ذوقی نے "شمس العشاق" سے نکالی ہے لیکن اس سے زیادہ مستند ایک مرثیہ ہے جس میں الفاظ میں یہی تاریخ دی گئی ہے۔ یہ مرثیہ مربع کی صنف میں ہے اس میں ۴۲ بند ہیں اور درمیان میں جگہ جگہ دوہرے بھی کہے گئے ہیں جن کی تعداد پندرہ ہے۔ یہ مرثیہ حضرت شمس العشاق کے صاحبزادے حضرت برہان الدین جانم کا ہے وہ دوہرے اور کبت وغیرہ لکھنے میں ماہر تھے اس قسم کی کئی اور چیزیں کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ چنانچہ اسی مرثیہ کے چند اشعار ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے اپنے مضمون میں بھی درج فرمائے ہیں[۲] لیکن انھیں یہ پتہ نہیں کہ یہ مرثیہ کس کا ہے۔ اس کے چند اشعار مع دوہروں کے حسب ذیل ہیں۔

شاہ میراں جی جگ رتن، سوہے رتن منج دل کندن۔ لینا چھڈنا اپنی اذن، جے کچھ حکم الٰہی کا
سوہی میراں مج پیر ہے، ادس روز کا دستگیر ہے۔ بج بن میں ییر ہے، جے کچھ حکم الٰہی کا

۱۔ نسل نامہ حضرت میراں جی شمس العشاق مخطوطہ ۸۶۳ ادارۂ ادبیات اردو۔
۲۔ قدیم اردو ڈاکٹر عبدالحق انجمن ترقی اردو پاکستان ص۔

دوہرا

بن تیل دیوا کیوں جلے بن دونکہ پنکھی جوں پھرے
یو جیو بادل تج پیا، بن جل مچھی تڑپیا کرے

تجہ سوز برہے نرع پر، جوں موم گلتا آگ پر۔ یوں دکھ لکھیا مج بھاگ پر جے کچ حکم الٰہی کا
منج باج نا کچ غم کرو، توکل تکیہ اس پر دھرو۔ یو لیا جالیا تم معاف کرو، جے کچ حکم الٰہی کا

دوہرا

کوئی نار میں ات ہمگ دونی سب جگ مرن ہار
کوئی آنکھیں کوئی پیچھیں پنتھ لگے سنتن چلن ہار

جے کوئی ولی ہور اولیا سب کوئی پیالہ یہ پیا۔ جس جیو دیا اوس موت دیا جے کچ حکم الٰہی کا
جے غوث قطب نے بڑے جن کے تکے رتن جڑے۔ سو ہے اندھارے گور پڑے جے کچ حکم الٰہی کا
منج ہون دیو مشغول ہوں، نا کوئی ادھو تم غول ہوں، خوشنود رب کے قول سوں، جے کچ حکم الٰہی کا

دوہرا

جے کوئی جیویں سب مریں دائم جیوے نا کوئے
قیامت لگ جے جیویں تو آخر مرنا ہوئے

تاریخ ومقام

تاریخ حضرت سال نوسو دو اس پر اگلے بھی دو۔ دو دن مدت وفا شو جے کچ حکم الٰہی کا
اربع سوں یو سال ہے ماہے کوں شوال ہے۔ رحلت کئے اس حال ہے جے کچ حکم الٰہی کا
تاریخ بست و پنج بود بسیار گریاں رنج شد۔ درحال واصل گنج خود جے کچ حکم الٰہی کا
شب پنجشنبہ روشن کیا ہجرت منور پور کیا۔ جیوڑا قبض کران لیا جے کچ حکم الٰہی کا
دنیاں کا منج بدلا ہے اور دین منج لنگرا ہے۔ اس دکھ کا منج عدرا ہے جے کچ حکم الٰہی کا
دنیاں تھے منج فاضل کیا اور دیں منج حاصل کیا۔ باحق منج واصل کیا ہے جے کچ حکم الٰہی کا

Marfat.com

دوہرا

جگہ چنتاؤں من تو میراں قلب دکھ ایا توں دیسے
سو ہیچ جیناسا نچ کر سنگت تیرے جی بسے

دوہرا

نج بن سکھ نا پاؤں منج دکھ گہرا ہوئے
اکھر میرے یوں لکھے میٹ نا سکے کوئے

مقام کا ذکر

روضہ منور پور ہے، مقام نج شہ پور ہے۔ دیں دنیا میں ظہور ہے، جے کچ حکم الٰہی کا
یہ مرثیہ حضرت میراں جی شمس العشاق کی عالمانہ فضیلت و بزرگی اور صوفیانہ زندگی کا آئینہ ہے اور بیٹے نے باپ کے غم میں اپنی آنکھوں سے جو گنگا جمنا بہائے ہیں وہ آج بھی اسی طرح ہمارے سامنے ہیں ان کی صوفیانہ زندگی مرنے پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس کا اثر پشت ہا پشت تک باقی رہتا ہے۔ ہم حاجی شریف جی دوام الدین کے حالات سے تو کچھ باخبر نہیں ہیں لیکن حضرت امیر الدین میراں جی شمس العشاق کے کارناموں سے بخوبی واقف ہیں۔ ہمیں یہ آگاہی ان کے اخلاف اور سپوتوں کے کارناموں سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تعداد بھی کچھ کم نہیں اور نہ ان کے ادبی کارنامے ہی مختصر ہیں بلکہ یہ ایک بحر ذخار ہے اور اس بحر میں ایسے گوہر شاہوار بھی مل جاتے ہیں جو حضرت شاہ میراں جی یا حضرت شاہ برہان الدین جانم یا ان کے صاحبزادے حضرت امین الدین اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں ایسے قابل قدر کارنامے چھوڑنے والے صوفی کا ایک مختصر اور نامکمل سا شجرہ یہاں پیش کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہو سکے گا کہ اس ایک خاندان کے افراد وارکان نے ادب اور تصوف کی کیا خدمات انجام دی ہیں۔

Marfat.com

شجرہ

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز

حضرت شاہ جمال الدین مغربی

حضرت شاہ کمال الدین بیابانی

حضرت امیرالدین میراں جی شمس العشاق فرزند حضرت حاجی شریف دوام الدین

صاحبزادے: شاہ برہان الدین جانم — خلیفہ: مرزا فصیح الدین عرف بابا سبز جل

شیخ داول — حاجی محمد اسحاق مدراسی — شیخ خان میاں — شیخ محمود خوش دہن

صاحبزادے: حضرت شاہ امین الدین علی

سید محی الدین بادشاہ قادری سالک نوبت نما

محمد مظہر بیجاپوری — شاہ مجری — شاہ ... عرف — شاہ میراں حسینی میرانجی خدانما — فرزند بابا شاہ — معصوم — سید شاہ محمد حسینی ... — تا ذرہ شاہ عبدالقادر مرتضیٰ فالوگر

فرزند — خلیفہ: سید امین الدین حسینی — شاہ عبداللہ حسینی — میراں یعقوب

مخدوم شاہ حسینی

فرزند: شاہ علی پیر پاشا حسینی

فرزند: خواجہ حسن گنج بخش — تراب علی شاہ معروف بہ شاہ تراب

ان کے بھائی خواجہ عارف گنج بخش

فرزند

سید امین

یہ شجرہ ظاہر ہے کہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ جس کے سینکڑوں ہزاروں مرید ہوں اور کئی کئی خلفاء تو یہاں تو صرف چند کے نام ہیں لیکن یہ حضرات ایسے بزرگوار ہیں جنھوں نے ایک یا ایک سے زیادہ تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ فارسی میں دو چار رسالے ملیں گے لیکن باقی تصانیف اردو میں ہیں۔ یہی سبب تھا کہ میں نے تین سال پہلے انھیں تحقیقاتی کام کرنے کا ارادہ کیا اور مواد جمع کرتا رہا۔ لیکن کام ہمیشہ تشنہ ہی معلوم ہوتا رہا۔ ہر وقت ایک نئے رکن یا کسی رکن کی نئی تصنیف کا فہرست میں اضافہ ہوتا رہا۔

مولوی عبدالحق صاحب نے ذکر کیا ہے کہ انھیں اس خاندان کے رسائل کے مجموعے کی ایک کتاب ملی ہے جو ۱۰۶۸ھ کی مکتوبہ ہے[1]۔ اور میری خوش قسمتی یہ ہے کہ اسی کی ایک نقل مجھے ڈاکٹر زور صاحب کے کتب خانہ عنایت اللہی میں مل گئی جس میں چھوٹے بڑے سب ملا کر بہتر سے زائد رسائل ہیں۔ چنانچہ گزشتہ صفحات میں جو مرثیہ دیا گیا ہے اسی سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتب خانوں میں اور بہتیرے رسائل ہیں جن کے مصنفین کا تعلق حضرت شمس العشاق سے نسباً یا ارادتاً ہے اور میرا کام اس طرح آگے بڑھ رہا ہے۔

یہ رسالہ کلمۃ الحقایق حضرت شمس العشاق کے فرزند حضرت برہان الدین جانم کی تصنیف ہے۔ حضرت برہان الدین جانم کے ایک خلیفہ حضرت شیخ محمود چشتی نے معرفت السلوک[2] ایک رسالہ لکھا ہے اس میں حضرت شاہ برہان کے لیے جو القاب استعمال کئے ہیں حسب ذیل ہیں۔ شاہ مرداں پناہ طالبان حقیقت دستگاہ مقبول حضرت الاکمل الاولیا و افضل الاتقیا صدر نشین محمد مصطفےٰ صاحب الشریعت والطریقت، بحر الحقیقت و المعرفت مہدی دین و ہادی المومنین امام العاشقین والعارفین کامل الانسان محقق زماں

---

(۱) اردو کی نشو و نما میں صوفیا اکرام کا کام مطبوعہ انجمن ترقی اردو ہند دہلی ۱۹۲۹ء دوسری بار
(۲) مخطوط مخزونہ کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو ۲۰۲ معرفت السلوک از شیخ محمود چشتی۔

Marfat.com

مظہر و مظہر ذات و صفات سبحان اعنی بندگی شاہ برہان المعظم والمکرم قطب الحق والدین شمس المحققین قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ آپ کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کا صحیح پتہ نہ چل سکا۔ لیکن چونکہ حضرت جانم کی ایک کتاب ارشاد نامہ کی تصنیف کا سنہ ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ء ہے اس لیے اس کے بعد ہی ان کی وفات قرار دی جا سکتی ہے۔ اور اس طرح زیر نظر کتاب سنہ ۹۹۰ھ / ۱۵۸۲ء کے قبل لکھی گئی ہے لیکن اس کی تصنیف کی صحیح تاریخ متعین نہ ہو سکی اس کے مخطوطے ہمارے علم میں حسب ذیل ہیں۔

(۱) مولوی عبدالحق صاحب کا نسخہ مکتوبہ ۱۰۶۸ھ جس کی نقل کتب خانہ خانقاہ عنایت الٰہی میں موجود ہے۔

(۲) کتب خانہ ادارہ ادبیات اُردو ایک نسخہ

(۳) کتب خانہ آصفیہ ایک نسخہ

(۴) کتب خانہ جامعہ عثمانیہ ایک نسخہ

(۵) کتب خانہ انجمن ترقی اُردو علی گڑھ ایک نسخہ اور

(۶) ایک نسخہ مولوی سید محمد مورخ صاحب بیدری کے پاس بھی ہے۔ اس میں بلحاظ تاریخ ۱۰۶۸ھ کا سب سے قدیم نسخہ ہے اور اس کے بعد ادارہ ادبیات اُردو کے کتب خانہ کا نسخہ بھی بلحاظ تحریر و کاغذ وغیرہ بہت قدیم ہے۔

ادارہ کے نسخہ میں ترقیمہ حسب ذیل ہے۔

"خاتمہ:- تمت تمام شد بتاریخ بست و نہم ماہ ذی الحجہ روز دوشنبہ بوقت یک پہر چہار گھڑی درگاہ میراں صاحب نوشتہ شد این کتاب تکملۃ الحقائق بہ سرکار حضرت صاحب است ہر کسے دعویٰ کند گنہ گار شرع باشد۔"

اس طرح اس کی کتابت دوشنبہ ۲۹ ذی الحجہ کو یک پہر چار گھڑی پر ختم ہوئی لیکن سن موجود نہیں۔ درگاہ میراں صاحب کی مبہم ہے اگر یہ میراں جی شمس العشاق

Marfat.com

کی درگاہ ہے تو پھر اس کی قدامت مسلّم ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ میراں حسینی خدا نما کی درگاہ ہے تو میراں حسینی خدا نما کا انتقال ۱۱۶۴ھ میں ہوا اور مخطوطہ اس کے بعد کا قرار دیا جائے گا لیکن کاغذ اور کتابت وغیرہ سے قدامت برستی ہے ممکن ہے کہ میراں جی شمس العشاق ہی کی درگاہ میں اور حضرت امین الدین اعلیٰ کے زمانے میں لکھا گیا ہو۔

جامعہ عثمانیہ کے مخزونہ نسخہ کا ترقیمہ حسبِ ذیل ہے:۔

"ہذا الکتاب کلمۃ الحقایق بالاتمام رسیدہ۔ ایں رسالہ تصنیف حضرت قطب الاقطاب سلطان العارفین شاہ برہان الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کاتب الحروف عبد الضعیف فقیر حقیر سید محمدؐ خواجہ ابن حضرت سید عبد القادر معروف حاجی الحرمین الشریفین محمدؐ حیران شاہ دریا حسنی الحسینی القادری ابن محمدؐ خواجہ معروف شاہ دریا ابن شاہ جلال ابن شاہ ابوالحسنؒ ابن سید علی اکبر ابن سید بازید ابن میراں سید علی قادری النار ابن کھیرا ابن میراں سید مصطفےٰ ابن میراں سید حیدر ابن میراں سید محمدؐ قدس اللہ ارواحہم بعون اللہ الملک الوہاب الرشید برائے ارشاد الطالبین آمین یارب العالمین دکتب الرسالہ الختم من شہر شوال فی التاریخ خمس الیوم الاثنین آخر وقت العصر ساعتہ الشمس ۱۱۵۸ھ یک الوف میاں خمسین ثامن الٰہی اعطالنا محبتک دائماً وقائماً لنا ولاخواناولاَولادنا ولجمیع الطالبین والمریدین حتی یکون مقبول عندک۔"

اس طرح اس کا سنہ کتابت ۱۱۵۸ھ ہے۔

پانچواں نسخہ کتب خانہ انجمن ترقی اردو علی گڈھ کی فہرست میں ۳۹ پر موجود ہے لیکن سنہ تصنیف میں قبل ۹۹۰ھ بتلایا ہے اس طرح اس کے سن کتابت کا بھی علم نہیں۔ آخری نسخہ ملکی مولوی سید محمدؐ صاحب مورخ بیدری کا ہے۔ خود ان کا بیان ہے کہ یہ بہت بعد لکھا گیا ہے اس طرح خانقاہ عنایت اللّٰہی کا نسخہ ہی قدیم ہے اس لیے

Marfat.com

میں نے اسی کو پیش نظر رکھ کر کتب خانہ ادارۂ ادبیات اُردو کے نسخے سے مقابلہ کیا اور اختلاف نسخ کو ت سے ظاہر کیا ہے کتب خانہ آصفیہ سے مقابلہ کرنے کے بعد اس کے اختلاف کو ص سے اور کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے نسخے کے اختلاف کو ع سے ظاہر کیا ہے۔ میں نے اختلاف نسخ میں خفیف سے فرق کو ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا مثلاً نسخہ ۱ میں "وہ" کے لیے صرف "و" استعمال ہوا ہے یا بعض جگہ "وو" استعمال ہوا ہے اور آصفیہ یا عثمانیہ میں اس کے لیے "او" یا کہیں "وہ" استعمال ہوا ہے تو اس کو نظر انداز کر دیا ہے۔ یا کسی نسخہ میں "تھے" ہے اور کسی میں "تے"۔ اس کو بھی قابل نظر انداز سمجھا البتہ جہاں اہم تبدیلی ہے جیسے لفظ بدل گیا ہے اور معنی متاثر ہوتے ہیں یا الفاظ مقدم و موخر ہو گئے ہیں انھیں ظاہر کر دیا ہے۔ بظاہر دوسرے عام مخطوطات کے مقابلے میں مجھے ان مخطوطوں میں بہت کم تبدیلیاں نظر آئیں اور یہ سب نسخے نہایت صاف خط میں ہیں گنجلک یا شکستہ یا پڑھنے کے ناقابل نہیں ہیں ادارہ کا مخزونہ نسخہ قدیم ہونے کے باوجود واضح طور پر پڑھا جاتا ہے۔

اس رسالہ کے علاوہ حضرت برہان الدین جانم کی اور بھی متعدد تصانیف ہیں جن میں ایک سکھ سہیلا کو جناب ڈاکٹر حفیظ سید صاحب نے شائع کیا ہے۔ ان دوسرے رسائل پر میں علیحدہ تفصیلی کام کر رہا ہوں۔

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ اور ان کے بعد کی بھی کوئی تصنیف مصنف کے شک و شبہ سے خالی نہیں ہے۔ کلمتہ الحقایق ہی ایک ایسا رسالہ ہے کہ اس کے مصنف کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ہمیں ایسے کئی رسائل ملتے ہیں جن میں کلمتہ الحقایق اور اس کے مصنف حضرت برہان الدین جانم کے حوالے موجود ہیں۔ چنانچہ کتب خانہ روضتین گلبرگہ شریف میں ایک رسالہ موسومہ "شکار نامہ" ہے جو غلط طور پر خواجہ بندہ نوازؒ سے منسوب ہے۔ اس میں ایک جگہ مصنف رسالہ نے اپنے بیان کی تائید میں لکھا ہے۔

Marfat.com

"ارشاد نامہ کی ترتیب سوں شکار نامہ نو باپ اور سات ما کے ہم چار فرزند تھے تفصیر اس نو باپ کی یہ ہے یعنی اول باپ نور ذاتی، دوم باپ نور محمدی، سوم باپ سیر، چہارم باپ روح، پنجم باپ ضمیر، ششم باپ فواد، ہفتم باپ قلب، ہشتم باپ مضغہ نہم باپ تن۔ یہ باپ ہیں اور سات ما یو ہیں یعنے اول نور، دوم صفا، سیوم ما ہوا، چہارم ما بار، پنجم ما نار، ششم ما پانی، ہفتم ما ماٹی۔ اسے سات ما کہتے ہیں۔ اگر کوئی غلط کہیں تو دیکھو حضرت شاہ برہان صاحب اپنے کلمۃ الحقایق میں کیوں فرمائے"۔

اس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ قدیم دکنی میں جتنے رسائل ملتے ہیں ہر رسالے کے مختلف نسخوں میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن کلمۃ الحقایق ہی وہ واحد رسالہ ہے کہ اس کے مختلف نسخوں میں کوئی اہم اختلاف جس سے اس کی صوری اور معنوی حیثیت بدل جاتی ہو نظر نہیں آتا۔ حضرت خواجہ بندہ نواز سے حضرت امین الدین اعلیٰ یعنے ۸۰۱ھ / ۱۳۹۸ء سے لے کر ۱۰۸۶ھ / ۱۶۷۵ء تک جتنے دکنی رسائل نثر میں لکھے گئے ان میں یہ سب سے زیادہ ضخیم ہے۔ اور ان صوفیائے کرام نے تصوف کے جن مسائل کی اپنے رسائل میں تشریح کی ہے ان مسائل کی سب سے زیادہ بہتر وضاحت اور تفصیل کلمۃ الحقایق میں ملتی ہے۔

لسانی خصوصیات:- حضرت میراں جی شمس العشاق اور حضرت شاہ برہان الدین جانم نے اپنی زبان کو اپنے مختلف رسائل میں گجری سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے کہ مغربی ہند کے علاقہ کی زبان پر گجراتی کا اثر زیادہ رہا نہ صرف گجراتی بلکہ مرہٹی زبان سے بھی دکنی زبان جس کو ابتدائی دور میں ہندی کہا جاتا رہا متاثر رہی ہے۔

کلمۃ الحقایق میں حضرت جانم لکھتے ہیں کہ "بو زبان گجری، نام ایں کتاب کلمۃ الحقایق"۔ اسی طرح ارشاد نامے اور ایک دوسرے رسالے حجت البقا میں بھی اپنی زبان کو گجری بھاکا کہتے ہیں اور علماء سے معذرت آمیز انداز میں فرماتے ہیں کہ زبان سے

Marfat.com

قطع نظر کر کے معانی اور مطالب کی تلاش کی جائے۔

گجراتی اور مرہٹی کے جو اثرات دکنی پر مترتب ہو رہے تھے ان کا اظہار کلمتہ الحقایق میں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ "اپن" ہم کے معنوں میں گجراتی کا لفظ ہے لیکن دکن میں عام بول چال میں اب تک بھی مستعمل ہے۔

۲۔ اچھنا اور اس کے مشتقات اچھنا اور اچھنگا میں چھ گجراتی سے آیا ہے لیکن اس کا صرف ایک مشتق اچھینگا آج بھی مہاراشٹر کے علاقہ میں اردو بولنے والا طبقہ عام طور پر استعمال کرتا ہے۔

۳۔ ہمیں اور ہمنا گجراتی ہم نے فاعل اور مفعول دونوں حالتوں میں استعمال ہوا ہے۔ آج بھی دکن کی بول چال میں رائج ہے۔

۴۔ حرف تخصیص کے لیے حرف چ استعمال ہوتا رہا ہے اور اب تک بھی عام کی بولی میں موجود ہے۔ یہ گجراتی اور مرہٹی ہی کا اثر ہے۔

۵۔ "سی" دکنی میں مستقبل کی علامت ہے لیکن حضرت شاہ برہان نے اس کی مختلف شکلیں بھی استعمال کی ہیں۔ مثلاً نا دیکھ سوں، نا کریں وغیرہ۔ یہ لاحقہ ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی استعمال ہوا ہے مثلاً سورسینی، بھوج پوری وغیرہ میں۔ اصل میں یہ اپ بھرنش سے آیا ہے۔

۶۔ ایلاڑ اور پیلاڑ بھی گجراتی ہیں لیکن مرہٹی بولنے والا اردو داں طبقہ بھی اس کو بکثرت استعمال کرتا ہے۔ شہر میں ادھر اور ادھر الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور دیہات میں ایلاڑ اور پیلاڑ۔ یہاں ورے اور پرے کا استعمال تعلیم یافتہ طبقہ میں آج بھی نہیں۔ قریب قریب یہ تمام الفاظ آج بھی ہمیں سنائی دیں گے بشرطیکہ ہمیں دیہات میں جانے کا موقع ملے۔ یہ الفاظ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ شہریوں کے ناک بھوں

چڑھانے کے باوجود بھی ان کے مٹنے کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ کلمۃ الحقایق میں قواعد کے لحاظ سے بھی ہمیں کئی خصوصیات نظر آئیں گی۔ مثلاً

۱۔ ماضی مطلق بنانے کے لیے علامت مصدر نا گرا کر یا بڑھاتے ہیں یہ طریقہ بلا استثنا استعمال ہوا ہے یعنے اٹھنا، دیکھنا، گزرنا، کرنا کے ماضی مطلق اٹھیا دیکھیا، گزریا، کریا اور کیبا (دوی کے ساتھ) بھی استعمال ہوا ہے۔

۲۔ ہونا کا مستقبل ہوئے گا اور دوسرے مصادر کے مستقبل کے صیغے آوے گا، جاوے گا استعمال ہوئے ہیں۔

۳۔ افعال میں جہاں ہائے مخلوط استعمال ہوتی ہے ماضی مطلق بناتے وقت اس کو حذف کر دیا ہے مثلاً باندھنا سے باندیا، پوُچھنا سے پوچیا وغیرہ۔

۴۔ اگر مضاف الیہ جمع ہو تو ضمیر اضافی اور حرف اضافت بھی جمع استعمال کرتے ہیں مثلاً سیر کیاں آنکھیاں (سر کی آنکھیں)۔

۵۔ الفاظ کی جمع واحد کے آگے اں زیادہ کر کے بناتے ہیں اور آخری حرف ہ ہو تو ی سے بدلتے ہیں۔ مثلاً کاماں، باتاں، لوگاں اور بندہ سے بندیاں۔

۶۔ تذکیر و تانیث کا بطور خاص لحاظ نہیں۔ کبھی مؤنث کو مذکر اور کبھی مذکر کو مؤنث استعمال کرتے ہیں۔

۷۔ حرف اضافت کو اکثر حذف بھی کرتے ہیں مثلاً بوعقل دلالی جان۔

۸۔ "کی" دو معنوں میں استعمال ہوا ہے ایک تو کیوں اور دوسرے کہ (بیانیہ)

۹۔ کہ خاص معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً میں تو کون ہوں کہ جانتا۔ یعنی یہ جانتا ہے کہ میں کون ہوں۔ اس قسم کا استعمال بیجاپور کے ادیبوں اور شعرا میں عام ہے اور گولکنڈہ کے ادیبوں اور شاعروں نے اس کی بجائے

Marfat.com

"بول کے" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

۱۰۔ وہ اکثر حروف ربط حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً آرسی قدرت سوں بار کیا یا تو اپس دیکھ۔ دونوں میں علامت مفعول "کو" محذوف ہے۔

رسم خط میں بھی کافی تبدیلیاں نظر آئیں گی۔

۱۔ کی اور کے میں تحریر میں کوئی فرق نہیں یہ اس زمانے کا عام رواج تھا۔

۲۔ ضمیر اشارہ میں وہ کی بجائے صرف و یا دو واد (وو) یا او، استعمال کئے گئے ہیں اور اسی طرح یہ کی بجائے ای استعمال ہوا ہے۔

۳۔ چ پر ختم ہونے والے الفاظ کو کبھی ہائے مختفی کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

۴۔ آخر میں آنے والی ملواں ھ (ہائے مخلوط) کو خارج کر دیا گیا ہے جیسے ہاتھ کو ہات، آنکھ کو آنک، کچھ کو کچ وغیرہ۔

۵۔ اور کا رسم خط ہور ہے یہ اس زمانے کا بہت عام رواج تھا۔

۶۔ ضمیر موصول جو کو جے لکھتے ہیں جیسے جے کچ۔

وہ اردو لکھتے لکھتے فارسی میں تحریر کرنے لگتے ہیں اور پھر فارسی سے اردو پر آجاتے ہیں۔ وہ عربی اور فارسی کے علاوہ ہندی کی فلسفیانہ اصطلاحیں بھی استعمال کرتے ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ ہندی فلسفہ پر بھی گہری نظر رکھتے تھے اور اس فلسفہ کی بعض باتیں بھی ان کے مسائل میں مدغم نظر آتی ہیں۔ اصطلاحوں کی مثالیں حسب ذیل ہیں۔

آکار، نرانکار، بکار، شن، بھونا کار، ایندرین، وغیرہ۔

عبارت بعض مقامات پر بے ساختہ مقفیٰ ہو گئی ہے لیکن قافیوں کی وجہ سے گنجلک نہیں ہونے پاتی۔ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ تمام باتیں سوال و جواب کی شکل میں بیان کی گئی ہیں دو چار لفظوں میں اگر سوال پوچھا گیا ہے تو

Marfat.com

کم سے کم الفاظ میں اس کی توضیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ زبان، قدامت کی وجہ سے ممکن ہے کہ سمجھنے میں کہیں دشواری ہو لیکن چھوٹے چھوٹے جملے قند و نبات کی ڈلیاں معلوم ہوتے ہیں۔

کلمتہ الحقایق کا موضوع :۔

حضرت جامیؒ کتاب کی تصنیف کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ اکثر مرید آپ سے خدا کے بارے میں مختلف سوالات کرتے ہیں کہ وہ قدیم القدیم کیوں ذات و صفات، ابتدا و انتہا، باقی و فانی، قدیم و جدید اور بے ہمہ و با ہمہ سے کیا مُراد ہے۔ ان سوالات کے اس میں وضاحت سے جواب دیئے گئے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ خدا اول سے ہے آخر تک رہے گا وہ صورت شکل وغیرہ ہر چیز سے منزہ ہے جب اس نے اس کائنات کو وجود میں لانے کا ارادہ کیا تو اپنی قدرت سے اس کو لفظ کن سے وجود میں لا لیا۔ خدا کی ذات میں قدرت بھی ہے اور ارادہ بھی وہ جیسا چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس نے چاہا کہ اپنے نور کا آپ مشاہدہ کرے اس لیے اس نے محمدؐ کے نور کو پیدا کیا اور اسی نور سے ساری کائنات کی تخلیق کی۔ بالکل ایسے ہی جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہوتا ہے۔ اسی سے اس نے آگ، پانی، ہوا اور مٹی چار عناصر کی تخلیق کی، یہ سب آپس میں بلحاظ صفات لازم و ملزوم ہیں۔ ان سب کی تخلیق چونکہ ایک ہی مادہ سے ہوئی ہے تو یہ فنا کے بعد بھی ایک ہو جائیں گے۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ خدا اس کی قدرت اور اس کے ارادہ ان تین سے اس عالم کا ظہور ہوا۔ اب یہ انسان کا فریضہ ہے کہ وہ خدا کو اپنے آپ میں پہچاننے کی کوشش کرے۔ انسان کی تخلیق بظاہر نہایت حقیر ہے۔ آدمؑ کو مٹی سے عیسیٰؑ کو بغیر نطفے کے اور انسان کو نطفہ سے پیدا کیا، اور جن و حور اور ملک کو

Marfat.com

نور سے۔ یہ اسی کی قدرت کے کرشمے ہیں لیکن یہ روح جو ہمارے جسم میں موجود ہے ہمیں محض اپنی غفلت کی بنا پر دکھائی نہیں دیتی۔ اس کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ وجود کی چار قسمیں ہیں

۱۔ واجب الوجود۔ مٹی کا۔ ۲۔ ممکن الوجود۔ وقت میثاق کا۔ ۳۔ ممتنع الوجود جس کا اظہار نہیں کیا جا سکتا اور چوتھا عارف الوجود۔ جو سب کو جانتا ہے۔

ممکن الوجود جو حواس ظاہر و باطن سے محسوس کرتا ہے اور اپنے عمل و فعل کی بنا پر اچھا اور برا ہوتا ہے۔ تن صرف انسان ہی نہیں بلکہ حور و ملائک بھی رکھتے ہیں اور اجنہ و شیاطین بھی جسم رکھتے ہیں اور اس جسم میں نفس کی موجودگی انسان کو تکالیف میں مبتلا کر دیتی ہے۔ انسان کو نفس پر قابو پانا چاہیے اس کی صورت یہ ہے کہ آپ اپنے کو اپنی اصل یعنی خدا سے جدا نہ سمجھے۔ انسان کی اصل نور ہے جس کو عقل دلالت اپنا ایک مستقل انفرادی انا سمجھتی ہے حالانکہ یہ نور قدیم ہے اور اس کا ادراک عقل مقیم ہی کر سکتی ہے اور یہ ادراک ہی معرفت ہے۔ جب عارف اس نور کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کا انا ایسا محو ہو جاتا ہے کہ اس کو یہ پتہ بھی نہیں رہتا کہ وہ مشاہدہ بھی کر رہا ہے اور اگر اس فنائیت میں اپنے مشاہدہ کا بھی احساس کرے تو یہ ظلمت و غفلت ہے۔ ایسا مشاہدہ عارف کے بس کی بات نہیں۔ خدا جس کو چاہتا ہے ایسی فنائیت عطا کرتا ہے ابتدائی سلوک میں عارف کو یہ شوق رہتا ہے کہ وہ خدا کو دیکھے لیکن وہ اس لیے نہیں دیکھ سکتا کہ اس کی ذات منزہ و بے چون ہے عارف کو چاہیے کہ وہ خدا کا مشاہدہ اپنے اندر کرے جیسے آئینے میں صورت دیکھی جاتی ہے۔ مشاہدہ کی یہی ایک صورت ہے۔ خدا اپنی قدرت میں محیط ہے بالکل اسی طرح

جیسے ہم اپنے ادراک انا میں محیط ہیں اور خدا ہماری روح کو محیط ہے۔ اسی طرح جیسے کہ ہم اپنے تشخص میں محیط ہیں اسی لیے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔ خدا نے امر کن سے اس کائنات کو پیدا کیا یہ امر قدیم ہے جو فیکون ہو گیا وہ امر نہیں اس لیے قدیم نہیں۔

نفس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ مخلوق سے رنگ برنگ کے کام لیتا ہے۔ نفس لوامہ برائی لعنت ملامت کرنا اور پاکی کی طرف لے جاتا ہے، نفس مطمئنہ صبر کی تلقین کرتا ہے اور نفس ملہمہ شکر گزار بناتا ہے۔ روح انسانی جو پرتوِ ذات ہے اس کے خارج میں چار وجود ہیں۔ پہلے روح ذات کا عکس بن کر پیدا ہوئی اور یہ روحِ آدم ہے اس کو حکم ہوا کہ وجود میں داخل ہو۔ جیسے ہی یہ وجود میں داخل ہوئی اس نے اس خاکی آئینہ میں خدا کا پرتو دیکھا اور سجدہ کیا۔ ذاتِ حق جوں کی توں منزہ رہی۔

خیر اور شر دونوں اللہ کی طرف سے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ مقدر کیا جا چکا ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ بندہ جو کچھ نیکی اور بدی کرتا ہے وہ اس کا ذمہ دار نہیں ہے اس لیے کہ انسان کو اس کا علم نہیں دیا گیا کہ اس کی تقدیر میں کیا ہے اس کو بھلے برے کی تمیز عطا کی گئی ہے کہ وہ برائی سے احتراز کرے اور بھلائی اختیار کرے اگر وہ تمیز سے کام نہ لے اور غلطی کرے تو اس کے لیے سزا ہے۔ اس کے اعمال کی ذمہ داری اس کے اپنے نفس پر ہے، خدا علیم ہے وہ سب کچھ جانتا ہے کہ بندہ کیا کرنے والا ہے۔ یہ جاننا تقدیرِ الٰہی ہے۔

انسان برے کاموں میں طرح طرح کی تدبیریں کرتا ہے اور نیک کاموں میں تکلیف سے بچنے کے لیے تقدیر کا سہارا لیتا ہے جب تقدیر پر بھروسہ تھا تو برائی کرنے میں عقل اور اختیار سے کیوں کام لیا۔ خدا نے خیر کو پیدا کیا اور

شر کو بھی اور تجھے اختیار دیا چونکہ ان تینوں کو خلق کیا ہے اس لیے ہر ایک خدا کی طرف سے ہے اور اس اختیار سے کام لے کر جو کچھ کرتا ہے اس کی ذمہ داری اسی پر ہے

ایمان یہ ہے کہ بندہ زبان اور قلب سے خدا کی تصدیق کرے اللہ نے بندہ پر تین چیزیں فرض کی ہیں عرفان ۔ ایمان ۔ اسلام ۔ عرفان یہ ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ اور اپنے نفس کو پہچانے ۔ ایمان یہ ہے کہ خدا کو قادر مطلق سمجھے اصل ایمان خوف و رجا کے درمیان ہے ۔ اسلام تعمیل امر ہے ۔ اصل عبادت اور سر عبادت فکر ہے اور فکر یہ ہے کہ انسان یہ سوچے کہ جو کچھ اس کے نفس میں نقاط ظاہر ہوا ہے وہ خدا کی طرف سے آیا ہے اور خدا کی ذات کی طرف راجع ہونے والا ہے اس فکر کے استغراق سے فنائیت پیدا ہوتی ہے یہی سر عبادت، فکر کی دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہر عضو کے فریضہ کو سمجھے اور درستی سے ادا کرے ۔ سالک جو واصل تجلی ہوتا ہے وہ ایک مقام سے دوسرے مقام کو جاتا ہے، ایک مقام شیطانی دوسرا مقام قرب ان دونوں کے درمیان چار راستے اور چار منزلیں ہیں ۔ ایک راہ شریعت و منزل ناسوت، دوم راہ طریقت و منزل ملکوت سوم راہ حقیقت و منزل جبروت چہارم راہ معرفت و منزل لاہوت ۔ حضرت برہان الدین جانم نے ان مقامات و منازل کو تفصیل سے بیان کیا ہے

اس کے بعد مصنف نے ذکر، مراقبہ اور مشاہدہ کی وضاحت کی ہے اور ذکر جلی اور خفی کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف اسمائے الٰہی کے ذکر کا طریقہ اور اس کے فوائد بیان کئے ہیں ۔ اور اس سلسلے میں لطیفہ قلبی کی بھی صراحت کی ہے اور بغیر شیخ کامل کی ضرورت پر زور دیا ہے ۔

چار قندیل آغا پورہ حیدرآباد
۱۲ جولائی ۱۹۷۲ء

محمد اکبر الدین صدیقی
لکچرار سائنس کالج سیف آباد ۔ عثمانیہ یونیورسٹی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کرے سو ہوے کہ قادر توانا قوی [ع۱] کہ او قدیم القدیم اس
قدیم کا بھی کرنہار ہے سبھ سو تیرا اٹھار۔ وہ سبھ ہوا بھی تج تے بار۔
جدھاں کچھ نہ تھا بھی تھا تہیں دوجا شریک کوئی نہیں۔ ایسا حال
سمجھنا خدا سے خدا کوں۔ جس پہ کرم خدا کا ہوے۔ سبب تو زبان
گجری (زبان) نام ایں کتاب کلمۃ الحقایق خلاصہ بیان و تجلی عیاں روشن
شود انشاء اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ قدیم القدیم کیوں تھا، ذات و
صفات و کل مخلوقات ابتدا و انتہا، باقی و فانی، قدیم و جدید،
باہمہ و بے ہمہ، بدیں سبب سوال و جواب روشن کر دکھلایا
ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کہ خدائے تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ خدائے
تعالیٰ کی نظر ادراک کرنہاری ہے جملہ مخلوقات پر، کہ وہاں وہمار کی

ف۱ ابتدا ایں کتاب کلمۃ الحقایق گفتار حضرت شاہ برہان صاحب قدس سرہٗ العزیز تصنیف کردہ است۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نستعین الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد ایں رسالہ
بیان تصوف نیا الحقایق۔ تمام روشن عاشقاں و عارفاں و واصلان حق بذاتہ تمہید تحقیق منزل بمنزل
المعروف بہ مدینۃ الکتاب قطب الاقطاب حضرت شاہ برہان العارفین قدس اللہ سرہٗ العزیز تصنیف کردہ است۔
ف۲ دیکھیں
حواشی قوی ہے۔ ع۲ کچھ نہیں تھی تھا تھیں۔ ع۳ اور ع۴ (نادر) ع۵ ہوے صفت کی وہ۔ ع۶ گجر زبان۔ ع۷ دکھایا۔

Marfat.com

نظر نہیں اپیڑ ہاری ہے ذات قدیمی پر اگر کوئی اوس کے قدیمی
بوجھے[1] تو شریک[2] کھڑا رھیا اس سبب فرمایا کہ قال اللہ تعالیٰ لا تدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر ۔ ایسا کسی کا مجال
ہوے گا کہ پچھان ذات کا کرے گا۔ کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔
تفکروا فی صفات اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ[3] ولیکن جیسے
خدا لوڑے اُسے راہ دیوے اپس میں کہ یھدی من یشاء امید
دکھلایا و مدد کیا کہ قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ
سُبُلَنَا۔ توجہد کشش[4] کرے خدا میں خدا تھے کہ قال علی کرم اللہ
وجہٗ کہ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ ۔ **سوال**۔ کہ خدائے تعالیٰ اول
تھے اول کیوں ہے[5] ۔ **جواب**۔ قدیم تھے قدیم اول تھے اول
اپیں تھا۔ **سوال**۔ کہ کیوں تھا و کہاں تھا؟ **جواب**۔ بے چوں
و بے چگونہ تھا و چون و چرا نہ باید گفتن ولیکن ہستی باقی لاشک
ولاشبہ۔ **سوال**۔ او کہاں تھا کہیں تو تعلقات جاگا سوں
دھرتا تھا بھی؟ **جواب** تیرے بھی وقت سوں تعلق دھرتا ہے تو
اس ہر شئے کا آفریدگار وہیچ[6] جان اور اس جاگا کا سب کا آفریدگار

ص[1] بوجھے ص[2] شرک ص[3] یعنی فکر کنید در صفات خدائے تعالیٰ و فکر مکنید در ذات او۔ ص[4] کوشش۔ ص[5] کہے
ص[6] تھا صفت ندارد۔ ص[7] وہی۔

Marfat.com

وہی پچھان ۔ اس[1] تھے اول و اول کا بھی اول و آخر، قدیم وجدید، سب اس تھے بے زبان ہوتا اس تھے بول میں آیا کہ اول تھے اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے[2]۔ کہ چنانچہ خواجہ روم او خواجہ شبلی پر سید " قال ما التوحید ؟ قال من اجاب عن التوحید[3] فہو[4] مشرک ولم یعرف ذالک فہو کافر ۔ و سال عنہ فہو جاہل " **سوال** ۔ پس سمجھ نہیں کیوں قرار دینا و تحقیق کوں کیوں اپڑنا کہ کچھ نہیں پس کیوں ؟ ۔ **جواب** ۔ اے عارف توں مخلوق ہے ۔ تیرا تعلق و رہنا یک جاگا سوں تعلق دھرتا ہے کہ توں بندۂ عاجز بے قدرت و خدائے تعالیٰ کوں یہ آرزومندی نہیں کہ توں بے قدرت، و خدائے تعالیٰ با قدرت اپس سوں اپے تھا ۔

سوال :۔ قدرت کیا ؟

جواب :۔ خدا پناہ کہ من خداوندم، انی انا اللہ جس فرمایا آن[5] ہمنی بر ہمہ منی باشد ۔

---

[1] ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم ۔ بے زبان ہوتا اس تھے دل میں آیا کہ اول تھے اول ہے جملہ مخلوقات تھے لامکان ہے ۔ [2] فہو ملحد ومن عرفت توحید صل اس تھے اول کا ہی اول ہی پچھان ۔ [3] فہو ملحد ومن عرف التوحید ہو مشرک ومن لم یعرف ذالک فہو کافر ۔ ومن سأل عنہ فہو جاہل [4] اپڑنا کہ کچھ نہیں [5] آں بر ہمہ شد

سوال:۔ در قدرت و خدا فرق چہ باشد؟

جواب:۔ کہ قدرت تعلق با فعل دارد۔ کہ اپنے فعل پر نمودار شاہد باشد واللہ تعالیٰ از منی خود و اپنے فعل تھے منزہ[1] و در پنہاں گنج باشد حدیث قدسی کہ کنت کنزاً مخفیاً فاحببتُ اَن اُعرفَ۔

سوال[ع]:۔ پس آں گنج را چگونہ باید شناخت؟

جواب:۔ کسے را کہ او خواہد۔

سوال:۔ پس جہد اپنا[2] کیا نہیں؟

جواب:۔ جہد اپنا ہے کہ فاعل[ع۳] مختار کیا ہے۔ فدر حال اس کا جان اپنا اس کوں دیا ہے۔ لیکن توفیق الیٰ اللہ۔

سوال:۔ پس کیا کیں شناس ہوے ذات کا؟

جواب:۔ اس باب نبیؐ ہمارے فرمائے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

سوال:۔ تو میں کون؟

جواب:۔ توں نور محمدؐ کا صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال:۔ کہ کیوں کہو منجکوں؟

ح[1] منزہ اما در پنہاں گنج باشد کہ۔ ح[2] کیا اپنا نہیں؟ ح[۳ع] تو نور کیوں کہو منجکوں۔
[ع1] یہ سوال اور اس کا جواب ندارد۔

جواب: اول آفرینش نبیؐ نور دیکھ کہ چگونہ آشکارا کرد بعدہٗ تمام عالم و اشیا اس نور تھے بار کیا۔ یوں منقول جنیا[1] یا قول[2] علیہ السلام۔ اَنَا مِنْ نورِ اللہ و کُلُّ شیءٍ مِن نُورِی۔

سوال: جد[1] کچھ نہیں کیا تھا؟ آپیں آپ تھا۔ پس نورِ نبیؐ کیا کیوں ظہور؟

جواب: سن کی اللہ تعالیٰ مخفی گنج تھا درام امنیت درخودی خود، نہ پنہاں نہ[2] اظہار، نہ آکار نہ نرنکار[3]، نہ جلال نہ جمال، نہ شوق نہ ذوق، نہ یاد نہ فراموش، نہ رنج نہ گنج، ولیکن چہ گوید کہ امین امنیت المقصود، مقصود پس درخودی[3] خود ارادت کرد مثل ہمچوں تخم در زمین غبار گرفت بعدہٗ انگور جنیا یا تخم تھے دکھایا کوم، و آں غبار کہ در قدرت پنہاں بود[4] و چوں[5] از تخم بیروں آمد و آں قدرت کہ پنہاں بود اظہار شد کہ رسم اللہ در آگاہ خود۔ آگاہ جے ذات کا آگاہ بیا، سو قدرت جدید و در غبار اول ذات قدیم۔ برائے آں عارفاں می گویند کہ قدیم و جدید اوست۔ پس پوچھ بعدہٗ بوجھ و تد[2ع] انکہ اسم اللہ کہ من اللہ درخود اظہار کرد بعدہٗ بر قدرت منی آں گنج کہ پنہاں بود شاہد شد بر خودی خود بعد ازاں میانِ ہر دو عشق افروخت۔

---

[1] جنیا [2] قول [3][1ع] زاکار

[1] جے کچھ [2] نہ انکار [3] خودی خود[3] از ارادت کرد [4] پنہاں بود اظہار شد[5] وچوں۔۔۔۔ پنہاں بود کی عبارت موخر ہوئی ہے اور در آگاہ خود کے بعد لکھی گئی ہے۔ [6] بوجھ کہ بعدہٗ بوجھ۔

[1ع] حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ [2ع] و آنکہ

جوں کی لکڑی بھیتر آگ — بھڑکا، نیکلیا، جیوں کی جاگ
یا زد عشق تھے کرنے سار — کیتا نور نبیؑ کا بار

جان اے عارف! خدا میں و اس کی قدرت میں کچھ فرق نہیں بلکہ او سو قدرت، قدرت سو او، چنانچہ یکے است جیوں کی کا فور ہور خوشبوی درگل یا شیرنی جیوئل کی شکر یا بوئی در دوئی نہ کہتیں کھری یک۔ نہ کہے جائیں دو۔ کیا تا یش جوہر کی جوہر تھے جدا ایسا معمہ خلاصہ، جز مرشد نہیں۔ ایسا ذات دوپنے بغیر بکسو۔ محمدؐ نور اسی کا دیکھ کہ ان لوڑیا کہ اپس اپیں دیکھوں کہ عشق کا غلبہ تو کرنے ہوا اسار تو قدرت سوں نظر کیا اگو چہ کی آرسی کیا سن تر نکار کی۔ اس ہوا تھے وہ ہوا آدھی جہاں نور محمدؐ کیا شاد ہے۔ پس آں ہوائے صفا را آئینہ ساخت و مشاہدہ خود بخود دید۔ چوں ذات اللہ شاہد است وہم ثانی شاہد نور محمدؐ در آئینہ صفا کی امر ارادت تعالیٰ، کن فیکون وجان اے عارف! نہ کاف و نہ نون کوں جاگا اس میں۔ اس پنے

ت ا ع۔ بعد زنگ (اضافہ)۔ قدرت اس کا پرتو ت ۳ ع در گل (موجود نہیں) ت اگرچہ کے ت ۵ ع کی ت و شاہد ص ا شیرنی ص ۲ گل ص ۳ کھری در یک نہ کہیا جائے ص ۴ جوہر کی جوت ص ۵ اس ص ۶ ترا کا رص ۷ کی ص ۸ شاہد کی ص ۹ کون جاگا نور اظہار در نور صفا ہوا۔
م ۴ ع جیوں کی ندارد ۵ ع در دوتا۔ ۶ ع کہا جائے۔ ۷ ع محمدؐ کا نور۔

Marfat.com

میں اظہار نور در صفا ہوا ولیکن در کلمۂ کن فیکون معذور ہے۔
پس و پرتو ذات کا سو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدرت سوں
چینت[1] کر شاہد کیا محمدؐ کے نور کوں۔ پس[3] از شاہد نور ہمہ نور را آفرید
کہ انس و جن و ملک و ہمہ اشیا پس آں نور در صفات شاہد بود و
ازاں شاہد، شاہد ہمہ عالم شد و آں[ع] ہمچوں چراغ از چراغ
افروخت و آں[ل] نور را روح القدس گویند۔ برائے آں محمد نور را
ابوالارواح گویند۔ پس ثابت شد کہ اَنَا مِنَ النورِ اللہ وَ کُلُّ
شَئٍ مِن نُوری سبحانہٗ وتعالیٰ۔ اس نور کے عشق تھے لطافت
کیا پس لوڑیا کی ظہور کروں[۲] باد[۳] زاس صفا تھے ہوا کیا، و ہوا
تھے باد کیا، و باد تھے آگ کیا، و آگ تھے پانی کیا، و پانی تھے
خاک کیا کہ جز ہوا باد کوں جاگا نہیں و جز باد آگ کوں
پرورش نہیں و جز گرمی پانی کوں جوش اظہاری نہیں و جز
پانی زمین کوں وجود نہیں۔
سوال :- کہ تحقیق کیوں ؟

ا حاشیہ یعنی باب روحاں کا۔ ۲ بعد رت ۳ اضافہ وقال علیہ السلام خلق الانسان من طین و
خلق الطین من ماء و خلق الماء من نار و خلق النار من ریح و خلق الریح من بین الکاف والنون۔
صا ۱ چینت کر۔ ۲ نور محمد کوں۔ ۳ پس از شاہد بود و از شاہد نور زد ہمہ نور را آفرید۔ ۴ کراماں۔
ع و آں (زائد)

جواب :- کہ قدرت میں کل موجودات اما حکیمے حکمت دیکھلایا سبجا لوڑے کہ خاک تھے سنگ و شجر بار و لیکن ہمہ خاک است ۔ جان اے عارف ! یکس میں یک چیز ہیں سب فنا بھی یکس میں یک ہو ہنارے ہیں زمیں پگلے تو پانی میں مل جائے ۔ پانی کا ہیزم آگ میں، آگ کا ہیزم باؤ میں، باؤ کا ہیزم ہوا میں، ہوا کا ہیزم صفا میں، صفا کا ہیزم قدرت میں قدرت کا ہیزم ذات قدیمی میں ۔ جان اے عارف ! جے چیز جہاں تھے آیا وہانچہ فدا ہو تہارا ہے دستے میں دو ۔ آپس تھے فدا ہونے میں یک جیوں جل ہولے کوں کیا جدائی وجود دوسرا دلے پانی تو یک بیت، تو ایسی قدرت بار :- پو کے عناصر چار :- پس وہ نور محمدؐ و آں گوہر لطیف در صدف خاک نہاد، با ترکیب چہار عناصر آمیختہ کرد ۔ اللہ تعالیٰ ایس سے تھے، و قدرت تھے ان دو کا لستار عالم آشکارا کہ یکس تھنے یک کہیں، ن دو تو کچ نہیں ۔ قدرت و خدا، یک میں دو تشبیہ جیوں یک قلم جز چیزے میں کیوں بھی ایسا رمز، خدا و قدرت و خدا کے ملن میں عالم ہوا کہ جز دو تیسرا نہیں ۔

۱؎ حزم (ا ملا) ۲؎ ۳؎ قدیم

۱؎ موجودا تھا ۲؎ حکیمیں دیکھلایا ۳؎ ہو ۲؎ جدائی ولے وجود ۔ ۵؎ ولی (مدارد) ۶؎ ترکیب ہر چہار ۷؎ یکس سوں مل یک کہے ۸؎ یک قلم جز چیزیں مشکوں جاگا نہیں ۔

اعانتمی دکھلایا ۳؎ ۴؎ جان تے ۔

الثالث بالخیر۔

عجب قادر قیوم کہ در شکم قدرت عالم را بیرون آورد ہمچو فرزند از شکم مادر زاید تو عالم فرزند خدا کا۔

سوال :۔ تو کلام ربانی خبر می دہد کہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

جواب :۔ اے عارف اجیوں بکار مخلوق کا یو تشبیہ نہیں ملتا وہاں یہ عالم کیوں ہوا (۱) کام (۱) کام نہیں تشبیہ جیوں کی سر پا کنتہ[1] آفتاب تھے پڑے آگ۔ یوں قدرت تھے عالم اٹھے جاگ۔ پس اینجا صحیح نماید۔ نہ کسے زادش اور انہ کسے از وے زاد۔ ذات اللہ تعالیٰ منزہ ہے و تمام آفرینش دوستی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا خبر[ع۱۳] لولاک لما خلقت الافلاک۔ پس اے عارف! توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس خاک میں ظہور دیکھلایا تا کلام ربانی کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِثْلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ تا آں گوہر قدیم در خاک نمود۔ جنہ پچھان شناس نہیں و پچھان کے نا اندھلا کہیں کہ اللہ تعالیٰ[ع۲] بندہ پہ دو چیز فرض کیا۔ اپیں پچھانتا اور خدا کوں۔ حدیث نبی علیہ السلام۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

---

۱ اضافہ از کار ساں

۱ب نگار ص۲ا ع ۱۳

ع۲ پچھان نہیں تو اندھلی کہیں۔

Marfat.com

سوال: - اپنا پچھان کیوں؟

جواب: - کہ توں نور قدیم ازل ازلی، اپنے وجود میں تفکر کہ میں کون؟

سوال: - میں خاک کہ خلق الانسان من طین۔

جواب: - کلام ربانی حق ہے۔ اما فکر کیا لوڑے کہ میں وقت میثاق تھے ہوں کہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق الارواح من قبل الاجساد۔ و پس جان کہ توں گوہر کہنہ قدیم است۔ ترا ظہور راز خاک است۔ اس سبب کلام ربانی من طین واگر نطفہ بدانی کہ خلق الانسان من نطفتہ۔ پس فہم کن کہ آدم علیہ السلام را بیا فرید۔ آں وقت نطفہ کجا بود تا ایں کلام ربانی سرشت حکمتاں را۔ انسان کو یو دیکھلایا ولیکن اوس کی قدرت میں کچھ مشکل نہیں کہ اس کے من سنگھار۔ و من میں اُتپت پس قدرت میں اشکلاۃ کچھ نہیں سب باب سکنا قادر ہے۔ و عیسیٰ از شکم مریم آنجا نطفہ کئے و ملائکاں و حوراں جیو پنے میں شک نہیں کہ نور قدیم اس نور تھے

ل ۱ع اپیں پچھانے۔ ۲ اے عابد۔ ۳ قدسی۔ ۴ حکمت کار۔ ۵ من میں اسنکار۔ ۶ کجا۔
ص۱ خلق الانسان من طین وخلق الطین من ماء وخلق الماء من النار وخلق النار من ریح وخلق الریح من بین الکاف والنون۔ ص۲ دیکھو ص۳ سرشت حکمت کا انسان عن ۴ع از شکم (ندارد) ۵ع کی ۶ع ہے (ندارد)

جن و انس و ملک تو نور پر بُرقا قدرت کا وجود کیا تو نور ہوا ئے صفا
تھے نمودار ہوا وقت میثاق کوں، پس فکر کن کہ روح قدیم اول آدم
کا خاکی برقا مرتب کیا۔ بعدہٗ روح پر امر ہوا، کہ وجود میں دخل کر
پس روح آدم خوف کرد در ظلمات، پس فرمان شد کہ اُدخل
کرہا ھیبتہً واُخرج کرہا ھیبتہً پس جوں دخل کیا۔ امر شد ملائکہ را
کہ اُسجُدُوا لِآدَمَ نہ کہ امر برخاک۔ امر بر روح لطیف گو ہر قدیم۔
سوال:۔ تو اپیں کون؟ اگر دم کہوں تو باؤ ہے یو حرکت سب
باؤ کا تن میں کہ شناس جز دم جیو کون ہے؟ اور سو کہنا؟
جواب:۔ دم ٹکڑا باؤ کا خدائے تعالیٰ حکمت و ستر گی بدل حرکت
سانڈھیاں کا چلنا۔ اس سبب دم یو سرشت چہار عناصر میں
ہے تو فہم کر کہ دم پر تو کوئی ہے جان کہ یو دم تیرے فرمان
میں ہے۔ وقتے یک جاگا کا دم مرتا تو وہاں کا حرکت منہ ہوتا۔
پس تون جانہارا تو ہے قدیم۔

---

۱ مرکب ۲ بروح (اضافہ) ۳ حکمت (اضافہ)
ص۱ پس فکر کردیکھو۔ ص۲ آدم پرخاک کا برقا ص۳ روح کوں ص۴ دیگر و ادخل کالجنت و
اخرج کالمیت۔ ص۵ بعدہ برخاک یعنی آدم را کہ امر بروح لطیف تو ہر قدیم۔ ص۶ حکمت
بدل ستر سانڈھیا کہ ہلنا چلنا۔ ص۷ یو دم ص۸ دیکھ ص۹ فرمانبردار ہے ص۱۰ کم۔
اع کر ۳ع دردوح لطیف۔ ۳ع جز دم کون ہے اور سو کہنا ۴ع توں ۵ع پس تا قدیم (ندارد)

سوال:- تو فہم نہیں ہوتا کہ اس دم تھے اور تن تھے خارج نہیں دستا ہوں؟

جواب:- اس منزل میں توں دیکھ۔ اگر دستِ کسے ببرند و ببیں کہ در دست دم کجا رفت ہموں طریق اگر دست و پائے و ہمہ اعضا، ببرند و دم ہم بر باد رفت و لیکن تو ہم دیدبان بوجھن ہارا قدیم ہے۔ یہی طریق بہ فرمان رب العزت روح تن تھے کنارے ہوتا[1] تن تمام خاک درخاک شد۔ ولیکن روح نہ میرد کہ روح قدیم است۔ فرمان شد کہ اَلَستُ بِرَبِّکُم وروح جواب داد کہ قالوا بلیٰ۔

سوال:- تو کچ فہم[۱] نہیں دیتا کہ تن میں حرکت کرنے[2] ہارا روح ہے ولیکن کیوں بیان یاں کیا۔ غفلت میں نظر چھوٹتا[3] نہیں درکھیں۔

جواب:- اے عارف! تیری نظر میں غفلت آتا سو تیرا تیسرا[4] تن غفلت کا بھی یو دوزخ ظلمات ہے۔ ہور یو فہم داری ہے چھپیا[5] سو عارف الوجود یو عرفاں تیرے روح کے مرکب کی اُن[6] کوں ہے۔ ایسے تین تن غیب کے، سو تیرے خاکی اس تن میں ہیں[۲] وہ توں گوہر

---

[۱] اع میں نہیں دستا۔
[1] ہوا [2] روح حرکت کرنہارا [3] چھوٹیا [4] تیرا تن وہاں [5] ہوتا [6] ان کی۔
[۲] اع ہے۔

Marfat.com

نور خدائے تعالیٰ ترا در تن ہر چہار صدف اندر نہادہ است۔ تا تو فہم کن کہ من کدام؟ اقبال[1] یہ فہم کر، اے عارف! اس کلمتہ الحقایق میں آسان کر دکھلایا ہوں۔ برکت مرشد کہ وجود چہار یکے واجب الوجود[2] یہ دستا مائی کا۔ ممکن الوجود، دستا وقت بیثاق کا۔ و ممتنع الوجود نہیں آتا دکھلانے میں آشکار ہے[3]۔ اشارات کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ۔ و عارف الوجود۔ ہر شئے را استماس کنندہ با صحبت مرکب روح است و درین ہر سہ محیط است۔ اما تمام یہ معاجزہ انجمن مرشد گمان[4] دور ہوتا ہے[5]۔ اقبال[6] کہ علم الیقین بے نہایت و جزعین الیقین تحقیق شود۔ تا اے طالب تسلیم باش و فہم نیک کن۔ اقبال تیرا تجھے دکھلانے لگے گا اگر نور خدائے تعالیٰ تو توں اس سے فکر کر دیکھ۔ یہ نکات قرار رکھو کہ جیتا رمز ہوتا و اشارت و فعل و حرکات و سکنات، تیرے وجود میں جیتے فعل پر اس کا محاسبہ لین ہارا کوئی ہے تو عارف انہیں عقل[7] کیرا اگر اسی خاطر خوب قرار کرسن۔ اس وجود خاکی دیکھین[8] ہارا ہو کہ میں تو اس کا[9] جاننہارا گو ہر توں

ل ع[1] انا توں فکر کرٹ ہوا دوسرا ممکن الوجود تیسرا ممتنع الوجود چوتھا عارف الوجود۔ واجب الوجود
[2] نفظ آشکارا ندارد۔ [3] ع دستا ہے [4] ع رکھن ہارا۔ [5] ع جان اضافہ۔
[6] ع ندارد [7] گمان دور ہوئے۔ [8] اقبال ندارد [9] اٹے

خاک نہ ہوے۔ اس جان پنے کوں مرگ نہیں۔ ایسا اس تن میں جان سو توں سب چیزاں پر دوکھ سوکھ، مرنا و جیونا، فانی یا باقی یا ہوتا و جاتا۔ اس کا جانہار اسو توں۔ یہ تن خاکی نہ ہوے توں۔

سوال:۔ کہ صحی نرالا دستا ہوں میں اس تن تھے؟

جواب:۔ اس[ا ع] کی آنکھیں تن تھے خارج بھی نظر کر دیکھ کچھ دستا یا نہیں؟۔

سوال:۔ یہ تن الادھا[۲] دستا ولیکن جیتا بکار سو ٹوٹے نہیں بلکہ سنتر[صا] بکار روپ دستا ہے۔ یک[ص۲] تل قرار نہیں جیوں کی مرکٹ[۳] روپ؟۔

جواب:۔ اے عارف! ظاہر تن کے فعل تھے گزریا و باطن کرتب سب دستے، اس کا ناؤں سو ممکن الوجود۔ دوسرا تن[ع۲] سو یہی کہ اس اینڈرین کا بکار و چیشٹا کرنہارا[ص۲ ع۳] سو ہی تن، نہیں تو یو خاک و سوکھ دوکھ بھوگن ہارا جیتا بکار روپ وہی دوسرا تن تو توں نظر کر دیکھ یہ تن فہم سوں گزریا تو کن اس کے کیوں رہے۔

ا ع اس تھے ان کے ۔ ۲ الاحدہ ۔ ۳ مرکھٹ ۔ ص۲ ع۳ وسکھ و دوکھ کا بھوگن ہارا ۔ (اضافہ)
صا ستر ص۲ و بھی ص۳
ع۲ تن (مرادی)

سوال:۔ جیوں باؤ آیا و نکل گیا و لیکن جھاڑ کا ڈول تو رہیا۔
جواب:۔ صحیح و لیکن بت جھڑی ہوئی جھاڑ کوں تو باو نا رہی
اس سبب تیرے نفس کے فعل کے پات تیری روح کے سات لگے
ہیں۔ و بارا سو نفس اس سبب جھولے میں پڑیا تو پس دہاں کا بھی
دیکھن ہارا ہو۔ دہاں کے بکار روپ کا جیتا چیشٹا ہونا جہاں تھے
سوچ دوسرا تن وہ توں اس کا اَلادا دیکھن ہارا سو اس میں نکو گن
ایسا بکار روپ سو روح کا مرکب و جیسا تن یہ ویسا چھ اسی کا
عکس۔ وہ تن قدیم، میثاق کے وقت کا۔ اول و تن بازدیہ تن۔
اسی کا عکس یو، اتیال کے دیکھنے میں اس کا عکس دیو تن و تنی
دریری و طیری کنارے ہوتا ہے۔ و روحانی تن و ملائکاں و
حوراں بھی تن دھرتے ہیں۔ و بت و تو لیس بھی تن دھرتے ہیں۔
جیسے چیڑ ناپاک دیوانگی کے یہ جیتا اس تن سوں شہوت، حرص
ہوا خمس کا مورچا اس کی صحبت سب اسی آزار ہوتا ہے۔

۱ع باقی (اضافہ) ۲ع صحی ۳ع ۴ع و سب کا (اضافہ) ۵ع سوتے وقت (اضافہ) ۶ع ۷ع دو دیو دانو بھی تن
دھرتے ہیں۔ (اضافہ)

صا ڈولنا ص۲ جیتا اوسی کا ص۳ علاحدہ ص۴ اس کا۔
اع ڈول باقی ص۱ ع۲ ایسے سب ع۵ وہ جیسے چیڑ ناپاک باتوں کی۔

جیوں لوہا صحبت میاں[ص۱] بھوگن، سونگنا، چاکھتا، دیکھنا یہ فعل سب اس تن کے یہ کیا بازدگن[ع۱] سب رہے بلکہ زیادت دیکھلا[ن۱] آنے کی ایسے قدرت خدا کی فہم میں آتا و نظر میں نہیں دستا ولیکن دل کی نظر باطن اس میں آتا ہے تو توں اس کا فہم دار ہو و دوزخ و بہشت کا حساب سب اس سوں تعلق دھرتا ہے۔ کہ توں وتے سب فعل پر قادر ہو الادھا[ن۲] توں اس کا شاہد[ص۲] ہو و جواب دہ۔

سوال:۔ میج اس کا بھی بکار دیکھنہارا ہوں۔ جیوں اس تھے جدا ہوا تیوں اس حرص[ص۳] کے پیر تھے یہی جدا دستا ہوں تحقیق ان دو نحوں منیج میں الادھا چھ ہوں۔ جیوں سیپی میں کیڑا ہو سیپی میں موتی ہور سیپی کا ہلن کیڑے سوں و کیڑے تھے الپت ہور منزہ موتی۔ تیوں میں ان دونوں تن میں۔

سوال:۔ یک اندیشہ کہ اس تھے میں الادھا اپس[ص۴] میرا رہن انکھی[ص۵] دستانیں ان دو نحوں تھے خیر از چپ تو مخفی منج[ع۲] میں جاگا[ص۶] نیں۔ ظلمات کے کوے میں پڑیا اس سبب جاگا دستا نہیں۔ اس کا[ع۳] کہومیت[ن۳][ص۷] سمجھ ہوے یتوں۔

ن۱ ع۲ دکھلانگے۔ ن۲ الاحیدہ ن۳ ماہیت کھرے تیوں۔
ص۱ میاں کی۔ ص۲ شاہد جواب دہ ص۳ حرص پر تھے بھی۔ ص۴ بس۔ ص۵ ان کی ص۶ جاگا دستانیں ص۷ اس کا نصیت (ماہیت) کہوہیت۔
ع۱ اس کے سب رہے ع۲ منج میں (ندارد) ع۳ اس کا ہیت کہوصیئت سمج ہوے تیوں۔

جواب :- بھی ظلمات اندھارا سو ممتنع الوجود۔ پس اے عارف! وہاں توں کون سو دیکھے؟

سوال :- ان دو کا شاہد سو وہاں ہیں دستا نہیں۔ میرا منجے گمان کی میں وہاں نہیں[1]۔

جواب :- اے عارف! یوں غفلت میں بھلا کر اپس کی چھپاتا ہے؟ اس غفلت کا خبر توں کہتا ہور توں[2] آپسے دیکھتا۔ دیکھن ہارا دستا سو کھوے۔ جوں کی انکھیاں ہور آرسی کوں تفاوت ہے۔ خوب فہم کر اے عارف۔

سوال :- منجے میں دیکھتا[3] سو دستا کیوں ہوے گا۔ بلکن[4] عقل کوں فراموش اپنے حال میں نہ بیداری و نہ خواب دستا جون غائب۔

جواب :- اگر تو نہیں تو خبر کہن ہارا کون؟ اس کی[5] مایہ تجے کچ یا دو لیسر ہوتا ہے سب جاگا میں وہی عارف الوجود۔ خوب غور کر نہا توں اس غفلت کا شاہد ہو۔

---

۱ نسخہ ب : ہی درکھیا۔

۲ اصل میرے منجے تجے سوں کر سب خاطر [illegible] سعی [illegible] توں اسے دیکھن ہارا دستا تو [illegible] دیکھن ہار [illegible] اسی [illegible] ۔

۳ [illegible] درکے۔

سوال:۔ اس غفلت کا بھی میں دیکھن ہارا۔ اپے غفلت میرا گھر۔ اس کاچ ہوں سو۔

جواب[ا]:۔ توں عارف و

سوال:۔ عاقل یں منج تے دسرا منج میں کوئی نہیں دستا ایسا فہم کرنہار اسو میں۔

جواب:۔ آرے[ا] ![۲] یہ عرفان تجھ میں انھوں تینوں وجداں کوں سمجھنہارا[۳] سو یو عارف الوجود چو نھا تن' اسی کا ناؤں[۴] یو عقل بھی تج بیرپار کی رکھے یاد[۵] بسرتوں عقل نہ ہوئے۔ اس عقل کا بھی شاہد سو توں۔ جوں کی کشتی پر کا دیدبان اچھتا۔ دیدبان کشتی نھوے خوب فہم کر۔

سوال:۔ صحیح[۶] عقل پریں شاہد ہوں۔ چند بار عقل[۷] آتا[۸] و عقل جاتا میں کوئی گواہ دار نو ہوں صحیح[۹] عقل نھوے[۱۰] و لیکن[۱۱] اقرار قرار نہیں آتا؟

جواب:۔ اے عارف! سبب کیا خوب دیکھن ہارا ہو عقل تو توں نہیں ہے کہ توں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ برسرِ تو عقل بارگیرد او الٰہی باشد

ا تج کوں طلعین | ۲ اسو یو عارف الوجود۔ ایں یہ عرفان تجھ میں الی آخر[۳] ہور چند بار عقل جاتا[۴] نہوں[۵]
[۶] کے آتو تو (اضافہ)

ص[ا] جواب۔ تو عارف یو عرفان تج میں ان تینوں وجوداں کا۔ ص[۲] لے عارف ص[۳] اس کا بھی شاہد سو توں ہے[۴]
عقل آتی ہور چند بار عقل جاتی عقل پر میں تو۔ ص[۵] صحیح عقل میں نھوے ولیکن تو تو اقرار نہیں آتا۔

ا ع (جز اول موخر و مقدم ہوا ہے)

سوال :- تو ایسی عقل پر ہیں گواہ دار سو وہ گواہ جز عرفان تو نہیں۔ وگواہ داری یہی عارف الوجود۔ اس وجود کا عرفان ہنچ^ع کیا تفاوت ہوے گا۔

جواب :- تو تیری عقل کیا قدیمی ہے۔

سوال :- قدیمی صحیح؟

جواب :- از شکم مادر وقت زادن ترا عقل نہ بود اما تج میں تو گمان نہیں کہ توں ہے یا نہیں۔

سوال :- صحیح ولیکن اس کا بھی شاہد توں^ص ہوں۔

جواب :- تو توں شاہد نور نفسانہ کی عقل۔

سوال :- شاہد گواہ دار واصل شاہد سو چ عقل۔

جواب :- صحیح وہ، ہدایت قدیم مستقیم سو لیہ فہم ہے اما عارف الوجود نہوے۔

سوال :- تو عارف الوجد میں و شاہدی میں کیا تفاوت سمجاؤ۔

جواب :- فہم کن اے سالک! اینجا ارادت توڑے خدا کا فہم ہونے تیوں نہیں تو چرخ ہے اے عزیز۔ ایں دو نکات فہم کن کہ چہ نشان

ص نداردتوں۔

ع ہینچ ہوئیگا۔

می دہیم[ف۱] یکے عقل مقیم است و یکے عقل دلالت کرنہاری ہے۔ ہر باب کا یہ عقل ہے[۲] عقل مقیم سو شاہد ہو عقل دلالت سو عارف الوجود عقل دلالی کا اپچیا عقل مقیم میں نجے ہے۔ مثلہ جون کی آنکاری تھتے بھڑکا نوں توں سدھ جان، و اصل فہم مقیم سو تو عارف الوجود کا عارف سو شاہد سو نوں، تج شاہد عقل میں تفاوت جیوں کہیو پکیا اور نخچی پکیا سو عارف الوجود تھیا سو شاہد۔

سوال:- صحیح میں شاہد؟ بیت

یہ چاند لوٹے بندہ منجے ہوا مسج انند
اس سب پر میں شاہد[ف۳]، نہ گھٹے نہ ٹوٹے یوں منج میں مینچھ اصل

جواب:- یو شاہدی ہو میں پیا ہو لنکار عقل دلالت کا کہ عرفان تھتے شاہد ہوا جیوں آرسی تھتے دیکھنا۔ اگر آرسی نہیں تو کب دیکھنا۔ اگر عرفان نہیں تو شاہدی بھی نہیں۔ تو میں یو پیا عارفی کا باقی ہوا تجھ میں اس تھتے تیرا نانوں یک شاہد نہیں تو یو میں پیا جھوٹ بھی اور پچھے[۴] ٹوٹ یو شاہدی عارف الوجود کا گن۔ پس یو عارف الوجود جھوٹ تو

ف۱ دہیم یکے دلالی دوم عقل مقیم۔ ف۲ یہ عقل دلالی کا اپچیا ہے۔ ف۳ اس سب پر میں شاہد میں آپ ہی یک سب واحد۔
ف۴ اس سب پر میں شاہد نہ گھٹے ہیں نہ ٹوٹے یہ میں مجہ اصل۔

Marfat.com

توشاہدی بھی نہیں کہ گا و نچھ (رہی) نہیں وہاں سیوں کیا جو گھر نہیں وہاں
نگن کہاں۔ جہاں توں نہیں وہاں میں کہاں۔ تو توں نور نبی کا۔
سوال :۔ اصل نور کا حال اصل کے نور تج کا یہ شناس کیوں چاکھا؟
جواب :۔ اصل حال وہ کہ جس وقت تیرا تج میں سماؤ۔
سوال :۔ توشاہد و نور میں تفاوت کیا؟
جواب :۔ شاہد برکار یعنی عرفان سو کار ربے کار نور اصل نہ زبان
نہ انجان، نہ یاد نہ بسر نہ میں نہ توں۔ اصل نور میں نہ میں رہ سی نہ
جا سی۔ کہ فرمان از دیوان میں پیا نہ رہ سی۔ وے میں کھہار نہ جا سی
سوال :۔ اصل نور کا حال کہ اصل نور پر یہ شناس کیوں ہے؟
جواب :۔ اصل حال وہ ہے کہ جس وقت تیرا تج میں سماؤ ہو جائے گا
انتہا ہور نیند کا ابتدا ہر دو کے میاں آں حال اصل نور یعنی دوسرا
جنس نہیں۔
سوال :۔ تو میرا من کہاں بتا ہور کہاں سماؤ ہور کہاں اپاؤ؟

ص ۲۲ اندر ان سوال وجواب تراد۔
ص توشاہدی بھی نہیں ص کیا ص میں توں تو تج رہیا۔ ص کہن ہار ہار
ص ہر دو کے میاں اصل حال نور کا یعنی۔
ص گر بچہ ص میانے۔

Marfat.com

جواب :۔ تجھے قدرت میں سماؤ ہور قدرت میں اپاؤ۔
سوال :۔ پرچو کیوں ؟
جواب :۔ اپنا پرچیت اپس میں دیکھ، تہیں بول پر پرچو لیکھ۔
سوال :۔ تو عارف الوجود میں تھے کاری وشاہدی بھی چھوڑا[ا ع]۔
پس یہاں تو عقل دلالی بغیر فہم نہ ہوسی وعقل مقیم تو ہے۔
جواب :۔ جز عقل کہیں سمج کوں جاگا نہیں۔ تو عقل عقل سوں پکڑ وفہم فہم سوں چھوڑ۔ یو عقل دلالی جان، مقیم کے نزدیک دیوا ہے۔ اس دیوے کا چار جے کچھ کھوے سو دیوے سوں جو وے کھویا سو پایا پس دیوا بجھایا تو دیوا اکت کھتن[ع] کھیا نہ جائے۔ فہم فہم لیہ سمائے تو تیرا کہاں جاگا ؟ کس ٹھاؤں لاگا۔ بیگ ہو جاگا کہنا لگے۔
سوال :۔ تو میں کون منجیں نظر کر دیکھتا ہوں ؟ چار وجود تھے خبرنہ[ع] ہو کر منجہ منج میں ڈھونڈ دیکھتا ہوں کہ کہاں رہن میری ہے تو میرا جاگا سن[ع] نرانکار ہے ڈھونڈکار[۲ع] اپرم پار۔ سینپ پور (سنپوم) نرنکار درشت اگوچہ[ع] سنیا کار اس میں میرا یوں ہے روپ جیوں کی خش خش، دریا میں چوب۔

ص ا ع ۔ چھوڑے ص ع یو اکھٹ گھتن ص ع خبر بج (خارج) ص ع سنپورن ص ع اگوچہ سن نرنکار اس میں۔
۲ ع ڈھونڈکار (ندارد)

جواب: توں اس میں یک ہوجاتا کی جدا رہتا اس وقت؟

سوال:۔ جس وقت شاہد ہوتا اس وقت اس وقت جدا رہتا نہیں وہی ہو سپورن رہتا۔ و لیکن اس نو ہیں سن نرنکار میں کچھ تفاوت نہ جدا[1] جیسے جوں کی دریا و موج۔ تو وہی سن نرنکار سو میں بے انت بے گننہ بے نہایت۔ یہ جیتا بھوت اکار سب میری اور[2] منجھار۔ اٹھارا ہزار عالم میرے پیٹ میں نہ منجے نشان نہ منجے مثل، نہ آنا نہ جانا، نہ کچھ روپ نہ کچھ مانند نہ نشان میں ہوں نرانکار سن سہجیں سہجاکار۔

جواب:۔ اے عارف بھی بھیر ظلمات و غفلت میں پڑیا توں۔ اسا ہوا صفا کا دیکھنا[۱ع]، اس کا بوجھنہارا و توں کیوں۔ اگر توں سن میں مل گیا کہتا تو یہ نکل کر گواہ داد کون ہو آیا مثل جون یک اندھارے میں نہ اپس کوں اپیں سوجتا و نہ دوسرے کوں دیکھتا۔ و لیکن میں تو کون ہوں کر جانتا۔

سوال:۔ صحیح و لیکن اوس وقت میں اپس نہیں جانتا البتہ جدا بھی ہوں اور اوس وقت تو صحیح ہیں۔

ص۱ نہیں۔ ص۲ ادر۔
۱ع دیکھن ہارا۔

جواب:۔

توں کون گوہر نور — یہ سب غفلت کرنا دُور
توں نہ دیکھیا آپیں آپ — جی گھرتا تا یہ پاپ
آرے توں اس صفائیں نور — کہ جیسا آکاس سور
آرے تو ایسی دیکھ — ظہور کون کرتا لیکھا لیکھ
جیسا توں ہے ویساو — کیا وہ سناکار رہے ایساو
وخیالی دستا ہٹا ٹوں ل — وہ کیسا اپنا ناٹوں
اس کا بھی تو درشٹا — وہ جوں چھاج میں مسکا
یا جوں ہوا میں تارا — یا تھال ڈھلے جوں پارا
یا دریا میں جوں موتی — یا دیپ اندھاری جوتی

سوال:۔ آنال میں یو کچھ دستا ہوں جو لک فہم ہے جہاں تھے سماؤ روپ تب میں وہی سروپ وہاں جوں نیرنیں نیر یا جوں کھیر میں کھیر دوسرا اپنا دسنا نہیں سب سناکار دستا۔ اس کا مہیت کھولو مجہ سمجھاؤ کر بولو۔

ل صا جی گھرتیا تخ پاپاپ۔ ف ص۲ اضافہ ت ابیں (اضافہ) ص۳ ظہور اضافہ۔
ص۳ میں ن و ت۲ خارج ص۴ اس کا توں بھی درشٹا ہوئے۔ ص۳ تصحیح ص۴ صحیح
اع آکاس میانے۔

جواب:۔ توں اپس دیکھ ۔ کیا جیسا توں سن نرنکار ویسا تو او
نھوے کہ توں نور منور اے عارف تو اس ہوائے صفا میں مل
صفا ہوتا کی اس میں دوسرا رنگ نہیں دستا ۔ جز ہوائے صفا
تمام ہور نظر میں آوے، و خود ہم ہوا نماید ۔ سبب اس یک متشابہ
دیک کہ روشن ہو آوے ہمچوں تخم جنکی درخاک باشد و در
ہنگام تخم[1] از زمین خارج نماید، ہر جنس اپنے روپ سوں کوم جتاتا
و در ہنگام منسوب کالا خاک درخاک نماید و تخم درخاک باشد[2]
ہر جنس اپنے روپ سوں جو نکی تو جز خاک دوڑے نظر میں نہ آسی
الا خاک تو درفہم دیکھ ۔ کیا تخم سو خاک ہے نہ تخم نرالا و ہم خاک
بھی نرالا ۔ ولیکن دیکھن میں خاک ہیں خاک دستا ۔ ہنگام پر
ہوں باہر آتا ۔ تخم جتایا کہ درخاک منزہ و البیت تھا ۔ یہی نمونہ
تخم متشابہ و زمیں ہوائے صفا دیکھ ۔

سوال:۔

یو غفلت میری ٹوٹی   جی نظر ایسی پھوٹی

---

۱ و تخم درخاک باشد اگرچہ خاک میں (اضافہ)

۲ کیا جیسا توں ویسا وہ تو نھوے ۔ ۳ جتا دے ہوتا درہنگام منسوب کالا ۔ ۴ و اگرچہ خاک میں جیوں کی تو جز خاک اور نظر میں نہ آسے ۔ ۵ خاک ہی دستا ۔

یہ صدقے مرشد چھوٹا　　یہ کوہار[ص۱] اندھارا لوٹا[۲]

جواب:-

و خالی کچھ نہ کچھ　　یہ جس کا اسیچ پوچ

جیسا خالی پھول　　یا دیکھن جیسا ڈھول

سوال:-

کہ میں منور روشن　　کہ ماہر تھا پرفن

اس ہوا صفا کا بیچ　　سما پر جوں سو ریچ

و صفا میں[ص۲] میرا گھر　　و خلوۃ خانہ کر

یہ میرے میرے پاس　　یوں دستا خاص الخاص

مینج سنتر آنکے پانچیں　　کہ دسرا کوئی نا ٹاکیں

میں بیچوں بیچگونہ لامکان　　لا صورۃ ولا نشان

نہ مج پر کس کی سکت　　نہ[ص۳] منج کس کی ہے ہیبت

میں ایسا انند کند　　سب لوٹے یکار چھند

جواب:- اے عارف!

یہ جیتے تیرے بول　　سب اپنی پچھان کھول

یہ جیتا کیا غرض　　اے پچھان اپنی غرض

م۱ گھور ۲ پھوٹا۔
ص۱ کوڑ ص۲ میرا گھر ص۳ نہ کس کی و میری ہیبت۔

کہ من عرف نفسہ۔ اے عارف ثبوت باید کرد فقد عرفہ ربہ کہ خدائے تعالیٰ برکمال[1] قدرت کہتا یہ کچی نظر کیا دھرتا ولیکن فہم نہ کنی کہ صحیح توں بیچوں و بیچگونہ۔ قادر توانا ہر باب سکت دھرتا۔ ایسے نہ جان کرا ہیں ستنز دیکھتا۔ و بیچوں و بے چگونہ کہ اللہ تعالیٰ بیچوں و بیچگونہ اس کا عکس وچھانوں، سو توں کہ پرتو ذات باری تعالیٰ کا۔ اے عارف اجوں توں نور اس ہور صفا میں ہژدہ ہزار عالم یہ جیتاں شاہدیاں برتہاریاں سو تیرا روپ اور سب عالم کا روپ و کل جمیع الارواح دیکھ، تجہ میں اور اس میں کچھ تفاوت ہے یا نہیں۔

سوال:۔ کل صفتاں خارج کیا تو سب بچ ذات دوسرا چیز نہیں دستا جیوں کی یک آگ بھوروپ سوں اما در صفات تفاوت ولیکن ذات در نیزی ہیں میچ چُر کا اس میں شک نہیں۔

جواب۔ اے عارف نہ فکر کر نہ بجھتا کہ یہ کل شاہدی کس تھے بار ہوئی و اس کا چکاں[2] ہارا کون کی جس کا پرتو عالم کل۔

سوال:۔ سب مینچھ منج میں دوسرا دستا نہیں۔

---

[1] قدرت تا بیچگونہ موخر ہے

[2] برکمال قادر سکت اسے رہتا۔ اس کے بعد عبارت مقدم موجز ہے تا "نہ جان کرا ہیں ستنز دیکھتا بیچوں و بے چگونہ کہتا۔ [2] جہاں ہارا۔

Marfat.com

جواب :- تو توجے آشکارا کون کیا وجملہ عالم کوں۔
سوال :-

نہ کرے کوئی آشکارا ۔۔۔ یہ ہجیں سہج پکارا
ہجیں ہوتا ہجیں جاتا ۔۔۔ سہج ہمارا ٹھارا

جواب :- جہاں سہج تو کرنے کیا سہج اس کا ناؤں جے زنکار پرکار اس سہج میں جز محیط کے کنندہ باشد۔ دیکھیا لوڑے فہم مرشد سوں یو در حکم حکیمی کہ جز کنندہ کچھ نہ ہوسی۔

سوال :- تو منجھ تے دوسرا کوئی نہیں؟

جواب :- تو یہ سکت کیا تیری ہے۔ کیا جے توں کرے سو ہونہار ہے؟

سوال :- تو سہج میں کچھ کرنے نہیں صحیح تو سہج کا محیط میں دستا ہوں اگر میری کرنی نہ ہوے ہور سہج بھی نہ ہوئے تو تسرا کرتا کون کہنا ہے۔

جواب :- اے عارف! یوں اول فہم کر دیکھ کہ سہج میں کچھ نہیں کرنے و نہ منج میں کہ تو مجرد بنیدہ۔ و کنندہ کسے دیگر است۔

سوال :- علم الیقین میں آتا۔ اما عین الیقین میں دستا نہیں کہ قدرت پر نظر پڑتا ہے و لیکن ذات پر نہیں۔ یہ معما اس فکر میں خلا میرا مجھ تے دور ہوا۔ مقام[1] حیرت کا آہ کھڑیا۔ میرا چارہ کچھ نہیں

---

[1] حیرت کا ادکھڑیا۔

Marfat.com

جز دستگیری مرشد۔

جواب:۔ کہ تو نورِ خود را بہ بیں کہ چہ نشان و صورت و از ادراک دل خود را دید پس آں ذات منزہ بیچوں و بیچگونہ را چگونہ خواہی دید۔ پس آں ذات را بر خود بہ بیں و در خود بیں کہ تو پرتو اوست ہمچوں در آئینہ رو نماید و توں آں روئے کہ در آئینہ است در آنجا تو ہم محیط است و در آئینہ روے و از آئینہ ہر دو متصل و منفصل نماید ہموں نمونہ خدا را از خود شناس کن۔

سوال:۔ طالب اشتیاق را چنداں سرگرداں کنی از کرم خود این بار را۔

جواب:۔ یہ جرا جب قدرت تیری ہووے نہ ہووے۔

سوال:۔ میں دیکھیں ہارا میری کچھ قدرت مجھ پتے نہیں پھر تم کیوں کہوں۔

جواب:۔ جیسا کیا سمجھ دل میں تیرے آیا تو حق کوں پایا بیقیں وایا سوں۔

سوال:۔ تحقیق آئی کی کوئی کنندہ است۔

جواب:۔ اے عبد شاہد تسلیم باش و ایں سخن حقیقی شنو و اگر ارادہ

ولہ طالب
حوالہ جو کیا سمجھ دل میں . . .

Marfat.com

خدائے تعالیٰ و شفاعت محمدؐ رسول اللہ ہوئے گا تو روزی گرد نہیں تو محال محال و اللہ محال است کہ قولہ تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ اِنَّ اللّٰہَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۔ اے عزیز نہیں جانتا کہ تجھے ارادت کرنہارا کون ہے ۔ نظم:۔

دمشاہد کس سے دیکھتا تیرا جس سے
وہ تج میں چیتن ہارا کرتا سب سنکارا

دتجے جگا دے و تجے سلاوے ۔ تیرا محیط و تج تے منزہ اپنی قدرت میں ۔ آپیں اپے و جس سے ۔ توں دیکھتا آپ وہی جان سکتا ۔ نظم ۔

یہ شاہدیاں جس ہیں بار یہ سبھوں سرجن ہار
اس ہوائے صفا میں ظہور وہی اسی کا نور
قدرت سوں انگے کار اس ہوا کا بھی سرجن ہار
جیسا تیرا روپ ہے اس کا وہیچ سروپ
وہ فہم کا بھنڈار اس قدرت انتھ نہ پار

خدائے تعالیٰ بذاتِ خود روشن جوں دیوا و تو نور بذات خود چوں خانہ، کہ خانہ جز چراغ روشن نہ دیکھلاسی تو اے عارف! اگر اس ہوائے صفا میں نظر کرے تو تجھے نہ آئے ولیکن فہم میں ایس میں دیکھ

صدا شفاعت محمد صلعم روزی ہوئے گا تو محال محال ۔ ۔ ۔ حق تو فہمے لیکن نہ آئے ۔

چیتن ناتہ کون کہ سب جگ جس کا چیلا مثلاً پانی میں جوں باؤ ولے
پانی میں پانی دستا ولیکن باؤ نہیں وستا ولیکن باد اُس پانی
سوں ہے اما تول پرشناس ہے کہ جے دم پانی کا نہ ہوے اما باؤ کا
صحیح یوں پانی سو صفا ہوا و ذات کرن ہاری محیط ۔ اس ہوا سوں
بھی ہوا کی آرسی تھے منزہ بھی ۔ جوں باؤ پانی میں وباؤ نرالا بھی آں
محال بیان کرنے نہیں آتا کہ گنگ ساز و زبان ۔ ایں آں نشان است
کہ قولہ تعالیٰ وفی انفسکم افلا تبصرون ۔ خدائے تعالیٰ کون اپس
میں دیکھنا ہمچوں کہ آفتاب و برآں نظر کردن نتوانند از شعاع
آفتاب باید کہ خود را پیشِ آب نہد و از آب نظر کند برائے آنکہ قولہ
تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید وہوا سے صفا کی بھی آرسی
قدرت سوں بار کیا و قدرت اپس میں رکھیا و شاہد پر تو ذات کا
عکس ہموں است بلکہ اوست کہ الانسان سری وانا سرہٗ کہ
الانسان بنیان ربہ و دیگر منقول خلق الانسان من صورت
الرحمان ثابت شد کہ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ خدائے
تعالیٰ کہ ذات قدیمی اس قدیمی میں تھے قدرت، اصل قدرت
و خدا جدا نیست ایں ہمہ مخلوقات فعل قدرت است ولیکن آں

ص مرآں صل دورآں ۔

Marfat.com

قدرت نیست اول ذات خدا و بعدہٗ قدرت وآں قدرت کہ
منی اوست و درخدا و در قدرت جاے میان ہردو عشق پیدا
شد۔ وعشق صا را جائے دریں جا میاں ہردو ہمچوں عشق لیلیٰ ومجنوں
وعشق میان ہردو بودہ وصال مابین بود وعشق درمیاں یک رنگی
است نہ عشق خدا کا و نہ قدرت کا عجب حکمت نہ ذات کا و نہ صفات
کا عشق شعلہ درمیان جوں کی ہلدوچونہ۔ ان کے سیوک میں رنگ
لال پیدا شد نہ تقسیم پہلی کی نہ اجلی کی قضا درمیان ہردو موقوف شد
عشق مالک خدا کا وخدا را بندہ خود کرد و درکار رواں کرد۔ خدائے
تعالیٰ مالک ما و مالک خدا عشق است وعشق ظاہر وہم باطن عشق
مالک برکمال قدرت ہیں تھے و خدائے تعالیٰ میں تھے عشق ظاہر کیوں
ہوا ہمچوں درمیاں چوسلے آتش ظاہر شد رمزے است کہ عشق اللہ
عشق اللہ عشق اللہ۔ اے عارف! یہاں قلم شکستہ شد و ورق ہم
سوزاں بود شنیدہ وگویندہ را جائے نیست کہ مقام علواً کبیراً یہی
صفت سوں موصوف اس کا شاہد ہو یہ قدرت صا تج میں ہیچ ہے تو ہیں۔
سوال:۔ عاجز بندہ شاہد است و اصل شاہد عبد حق است اما
بو شاہدی ذات ہیں خدا ہوئی و بعدہٗ پھیرنا آوے خدا ایسا حال

صا عشق را ازیں جائے نسبت بند خود کرد صا یہ قدرت تج ہے ہیچ ہیں۔

کنو ودیصال۔

جواب :- خدا تعالیٰ کی ذات تحقیق ایس پر۔ یہ بعدہ تسلیم شنودر ذات و، یہاں نیرا بھاوتا نہیں کہ دائم یک حال د وصل ہوے مگر یک ساعت اگرا و خواہد و دائم قراریت نہیں کہ صحبت وجود عارف الوجود و چارہ وجود خدا عقل میں ہوتے ویکن ان قرار رکھیا ہے قدرت مجھے اپنا بھاوتا نہیں مگر ارادہ پر خدائے تعالیٰ۔ اے شاہد بندہ خدا کوں نہیں جانتا کہ تجھے کیوں جگایا مخفی گنج تھے جوں کی جلکی ہے کار ساز تھے جن کے بغیر کف نہ لگ سی۔ و قراریت نہیں کی ہوتیاں وکی جانیاں جز کف ظاہر روپ نہیں۔ نہیں تو مخفی گنج میں نہاں یہ کف سو عارف الوجود و شاہد نور جن کی یہ معرفت پر تیوں شاہد نور کا و شاہد پر تیوں ذات کا و ذات حق تعالیٰ مقیم بر شاہد و در شاہد جملہ روح در صفا ہوا ہے نہاد۔

اس صف میں کندن کر چھوڑیا جوں آسمان میں تارے یوں ہوا صف میں سارے شاہد روشن عرفاں تھے و عرفاں عکس شاہد کا و شاہد عکس عرفاں کا ایں دو آشکارا قدرت تھے مثلہ شاہد جوں آرسی تو آشنا

ف۱ بندہ خدا تجھے جانتا۔ ف۲ و آرسی روح اس ہوا (اضافہ)

ص۱ مگر کی دائم ص۲ تا کہ بجائے مگر ص۳ مگر خدا تجھیں جانتا کہ تجھے کیوں جگایا۔ ص۴ جوں لمبکی ہے کا ساری جن کے بغیر کف نا لگ سی۔

Marfat.com

ذات و آفتاب کے شعاع سنتے آرسی کا لبنب کنارے ہوا و بنب چھایا سو عارف الوجود تا وہ آرسی اپنی چھایا پر دیکھن ہارے تو تا ہو و آرسی کی روشنائی آفتاب سنتے آئینہ نہ اپڑ سنہاری اجت کوں کہ اجت در عالم کبیر است و آرسی در عالم صغیر است و صغیر اعالم سو ہوئے صفا و آں صفائی نور و کبیرا عالم کہ قدرت کمال و در عین الیقین صغیر و کبیر یکے است امایہ ہوا آسمان و زمین کے میانہ بہ ہوا اماؤ کچھ نہ کچھ و ہوا ئے صفا نوراں ہوا مقیم۔

سوال :۔ اماؤ کیوں یہ ہوا اور وہ ہوا دسنے میں تو کیا۔

جواب :۔ یہ جھوٹ و سب دسنے میں یک و لیکن انپڑنے منہ معلوم پڑتا کہ جھوٹ تشبیہ جوں کی پانی و سراب یہ سب ماؤ دیکھ بھاؤ اندھائے میں عالم پنے کے وقت آیا آرسی میں بار نماید۔ ہوا نظر میں آتا سر کیا لیا انکھیاں سوں حاصل اما ہوائے صفا جزا دراک باطن نیاید۔ یہ ہوا گھٹ آکاس و پٹا آکاس سب میں ہے اما و ہوا بے نہایت یہ ہوا اس صفا کے پیٹ میں وہ ہوائے صفا نکتہ و یہ ہوا حرف نکتے کے پیٹ میں و نکتہ قلم میں یعنی قدرت میں جو نکتہ ہوائے صفا کا

---

۱ آئینہ۔ ۲ آرسی میں اپنی چھایا دیکھن ہارا۔ ۳ کبرا و صغرا۔ ۴ یکے از [illegible]
۵ اکھٹی۔

باطن تھا آرسی میں تو اس ہوا کوں دخل ہوا و کشادگی آرسی منہ باطن تھا۔ یہ کشادگی تو دخل کیا و عالم کا عکس آرسی میں دیکھلائے و آرسی سو قدرت کا تشبیہ جان، تو اس قدرت میں ہوائے صفا دیکھلایا شاہد نور کوں وجہہ جان جہانیاں کیں و عالم علو کبیرا و عالم باطن ان دو جہاں تھے جدا یعنی دین و دنیا تھے کفر و اسلام تھے، اما وہ وجود خدائے تبارک و تعالیٰ کا واجب الوجود بقایا قدرت تھا کہ واجب الوجود ذات کا کہ بیچوں و بیچگونہ ابتدا و انتہا ایں است اینجا ہمہ فانی نماید کہ کُلُّ شَیءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجھہ ۝ و دیگر منقول کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ و ممکن الوجود خدا کا وہ ہے کہ اس میں تھے حرکت قہر اور لطف بندیاں پر نازل ہوتا ہے۔ یہ صفتیں ممکن الوجود: ممتنع الوجود اس قہر اور لطف کے درمیانی مقیم و غنی کہ واللہ غنی حمید و عارف الوجود کہ سب چیزاں پر محیط دانا تر کہ ان اللہ علیٰ کل شیٔ علیم و بریں ہر چہار وجود شاہد است و شاہد بر قدرت است۔ قدرت عکس شاہد کا، قدرت کا بار عارف الوجود لگ، و آں شاہدی خدا کی بر ہمہ شاہداں جان خدا است کہ کلام ربانی ذلک تیا تسو من روح اللہ ایں چہار وجود ذاتی است و صفاتی بیان کنم۔

ص۱ جہاں

جی کچھ ہوتا کار نظر میں آوے ظاہر کی جیتا سب واجب الوجود و ممکن الوجو جیتا شغول میں جیتین ہارا یعنی تمام تنو میں جملہ روح حرکت کرنہاری سو خدا تعالیٰ کا ممکن الوجود و ممتنع الوجود یہ جیتا حرکت ہو کر قرار پکڑنہارا ہے ایسا کچھ قرار عالم کا سو ممتنع الوجود اللہ کا و جلہ عالم کا معرفت سو عارف الوجود و جلہ شاہد را ہمہ یک شاہدی خدا کی۔ واللہ اعلم۔

سوال :۔ خدائے تعالیٰ بیچوں و بیچگونہ کیا صورت دیکھنا اچھے؟

جواب :۔ خدا تیری نظر میں، و صورت قید میں، و معین میں آنہارا نہوے اگر جیسا وہم کرے گا و تیراچ وہم کا بار دیسے گا۔ ولیکن وو سب وہم تھے کنارے جان۔

سوال :۔ تو یہ حدیث[1] کیوں کہ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیۡلٌ وَّیُحِبُّ الۡجَمَالَ۔ یہ سب صورتاں و خوبی وہاں تھے بار ہے کی اپیں وہ جمیل ہے۔

جواب :۔ یہ صورتاں وہاں تھے بار ہیں ولیکن وہ کیسی صورت جیسا نہوے جوں کی بیج ہیں پھل و پھول و کانٹے سب کچھ بیج تھے ہوا ولیکن بیج اس ہوتے ایسا نہوے۔ اس چیزاں تھے بیروپ و کرروپ بیج کا تو پھول تھے اور نہیں و سب روپ تو

---

[1] حدیث نبی کی یوں کہ

Marfat.com

اسی کا ولیکن بیج سوں پھول اور پھول سوں بیج اس خاطر بے شبہ
و بے نمونہ جز انسان اور صورت نہیں کہ انسان کا صورت خدا کے
لطف تھے ہوا ہے تو منقول چنانکہ خَلَقَ الانسانَ من صورۃِ
الرحمان کہ رحمان کی صورت انسان ظاہر نمود جز صورت انسان دگر
صورت رحمان کجا یابد[1] وتسلی نشود جز انسان کہ و بے شبہ و بے
نمونہ وگر صورت کند جز انسان دگر نباشد لاشک[2] اینجا یقین باید
کرد ولیکن بذاتہ انسان یہ وہی رحمان۔ ایں درست نہ باشد کہ
خدائے تعالیٰ بہ ذات قدیم قائم است و انسان را تبدیل است
و خدائے تعالیٰ بے صورت وگر صورت کند جز انسان دیگر نیست
وگر فہم کنی ہمہ جہاں صورت خدا است ولیکن بر ہمہ صورت
افضل انسان است تا جز انسان خدا شناس آں را دگر صورت
نیست[3] کہ خلق آدم علی صورتہ اصلہ کہ بے شبہ و بے نمونہ چنانکہ
تمثیل اگر آسمان و زمین بیند گوید کہ قدرت است و اگر شمس و
ماہ بیند گوید قدرت است۔ ایں چنیں ہر شئے را ولیکن قدرت
تو یہ ہوے کہ قدرت منزہ ہے یہ تمام کام قدرت کا ہے ولیکن
قدرت نظر میں نہیں آتا، تو قدرت کا شناس فعل ہے کہ قدرت

ص[1] کجا یابد دید ص[2] لاشک ولاشبہ ص[3] بے شبہ و بے نمونہ قولہ تعالیٰ۔

Marfat.com

لامکاں و فعل بر مکاں نماید۔ دریں معنی فہم کن۔ صورت انسان و رحمان۔

سوال: قدرت کس پر بار ہوا؟

جواب :۔ نور پر، نور باطن کوں قدرت سوں ظاہر کیا۔ نور بے روپ و قدرت سوں روپ۔ [1]جز نور قدرت کا بار نہیں۔ اگر نور نہیں تو قدرت کس پر تصرف کرے؟ و صورت دیکھلاوے تو اس بو[2]جھے کون؟ علم ثلاثی لوڑے [3]کہ الثالث بالخیر۔

سوال :۔ علم ثلاثی کیا؟

جواب :۔ یکے خدائے تعالیٰ دوم نور سوم قدرت [4]ایں ثلاثہ را علم ثلاثی گویند۔ در نزد محققاں ایں علم ثلاثی در ہر شے باید شناس۔

سوال :۔ نور کون؟

جواب :۔ کہ نور بے روپ، مخفی، باطن، فہم میں آتا، و لیکن نظر میں نیں دستا۔

سوال :۔ و قدرت کون؟

جواب :۔ کہ روپ ناؤں نشاں کر دیکھلاتا۔

۱ع جز نور . . . . بار نہیں۔ (ندارد) ۲ع بوجھنے۔ ۳ع کہ (ندارد) ۴ع ایں ثلاث علم ثلاثی گویند۔

Marfat.com

سوال: خدا تعالیٰ کون؟

جواب: دو نکھوں کو ظاہر کر دکھلایا سو خدا دو نکھوں کا کرتا تو یہ علم ثلاثی [۱] عارف را باید شناس در ہر شئے۔ اگر تمام نظر میں یوں آوے پیا در ہر شئے محیط اور انتہا۔

سوال: ہر شئے میں یہ علم ثلاثی کیوں روشن ہوے؟

جواب: نور باطن تھا قدرت سوں وہ قدرت وہی جو باطن کوں ظاہر کر دکھلایا۔ جے دستا ناؤں روپ سوں وہی قدرت، تو وہ قدرت کو ظاہر کیتا کرنہارا سو خدا تشبیہ۔ جوں سونا تو سونار کرنے سونا سو نور و قدرت سو زیور ہے گوناگوں وکرنے میں ہورتا ہوں پیا دکھلایا سونے کا وکرنے سونے پر بار ہوا سونے کا روپ ہوا یا تو سے میں سوچ یا قدرت اگر کرنے نہیں تو سونا بے روپ باطن تھا کرنے تھے ظاہر ہوا و ظاہر روپ سو قدرت نہیں تو سونے کوں سونا کیے جز روپ سونا و کرتوت کو سلا بار کیا سو کرنہارا او قادر ہے قدرت باطن نور و محیط ذات با قدرت باری تعالیٰ کہ جو ہر نہ و کرنے نہیں تو قدرت کو سبے پر بار تمثیل۔ علم نہیں تو عالم کیا ہے جو سہر نہیں عرش

حوالی نسخے میں آیا ات سو جو۔

[۱] اع عارف را باید شناس تا سوال ہر شئے میں یہ علم ثلاثی (مدارد آ تا امرود کی ہیا ہے)

آغ کو (مدارد)

کہاں؟ [و۱ ص۱] ملوک نہیں بادشاہ کیا؟ [ص۲] مال نہیں خرچ کہاں؟ تو یوں تمام عالم نور تھا قدیم و تانوں تانوں و روپ روپ ہوا سو قدرت و دو تھو کا کرتا سو خدائے تعالیٰ۔ ان دو تھے تیسرے کا پچھان کہ علم الیقین تھے عین الیقین ہے تو خدا ظاہر با قدرت، و خدا باطن با نور عجب حکمت احکم الحاکمین۔

سوال:۔ خدائے تعالیٰ کا دیدار جائز ہے کہ دیکھنا؟

جواب:۔ اینجا دو قوم اند و دو وہم گرفتہ اند و بعضی کساں یک می گویند خدائے تعالیٰ را دیدنی جائز نیست و بعضی کساں می گویند کہ جائز است ایشاں ہر دو راست ہم می گویند و در فکر دیگرے بر ہر دو خطا لازم آید کہ ایشاں می گویند کہ خدائے تعالیٰ بے شبہ و بے نمونہ۔ لاقید، اگر صورت و قید میں آیا تو مخلوق ہوا تو اس کا بھی کر تہارا خیر یہ کوئی ہے کہ نظر کی قید میں آیا اگر صورت ہے تو تبدیل ہے کہ صورت قدرت ہیں سنپڑیا قید منہ آیا کیا تو یہ نظر اپٹرن پاری ہوئی ذات کوں تو خدائے تعالیٰ بے نہایت کیا؟ [ا ع] چیونٹی کی نظر میں دریا سمان باری ہے۔ لامکان قدرت پر تھے دل سوں اپٹرنا ہے نہ کہ صورت و شکل [۲ ع] بعضی کہتے سر کیاں انکھیاں سوں دیکھیں کے یک تے سوں صورت

و۱ کیا د۔۲ ص۲ بعض۔۔تا بعضے کہتے کہ (اضافہ) ص۲ کہاں؟

ا ع نہ چیونٹی ۲ ع و بعضے کہتے۔تا بعضے کہتے کہ (ندارد)

تشکل سوں و بعضے کہتے ہیں کہ چنانکہ در دنیا ہموں طرق در آخرت عین الیقین در دل پیدا شود چوں کے اپنا روح اپس کو دیکھنے کا نچ آرزو ہے کہ روح بے صورت دل کے علم سوں جانتا ہے و اگر روح اپس تھے خیر یز کر دیکھنے[۱ع] کی تو وہ روح نہ ہوئی یوں اللہ تعالیٰ کا ذات کل صفات سوں موصوف ہے۔ جو نکے تن میں روح پس سوے یا طرف ہوا تو یکجا ہستی لازم[۱] و یکجا نیستی و خدائے تعالیٰ یکجا ہست و یکجا نیست آں دو بانان تھے منزہ ہے۔ برائے آں قید کردن نہ تواند۔ الیقین بدل سوں خدا ثابت ہے۔ ایشاں ایں چنیں گویند۔ بہ قوم[۲ع] یہ اپنے وہم پر یوکیا و لیکن کمال قدرت راندانند و بعضی کہتے کہ دیکھنا ہے۔ سر کیاں انکھیاں سوں یک شے کا صورت تشکل سوں خدائے تعالیٰ قادر ہے۔ بے شبہ و بے نمونہ تحقیق ہور اسی کا قول کہ قال اللہ تعالیٰ: وُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ ○ پس کیا عجب کہ اپس میں صورت ہو دیکھلایا کہ تو قادر تو انا سکتا ان دیکھلاؤں کا کہیا ہے۔ آخرت کوں دیکھلائے گا۔ ان کا الیقین یوں ہی سوئے و طرف حق ہے کہ کلام ربانی ہے۔ و بعضی کہتے کہ سوے و طرف دل کے

صد[۱] لازم آید۔
[۱ع] دیکھین [۲ع] بہ قوم بھی۔

فہم سوں ہے۔ پس نزد عارفاں و محققاں ایں ہر دو کمال قدرت راند انند کہ یہ ہریکے اپنی اپنی فہم سوں پکڑتے ولیکن اس کا خواست نہ جانتے و در کلام سوے طرف می فرماید کوئی سیر کیاں انکھیاں[۱ع] سوں کوئی دل سوں اور اے کلام معماکہ[۲ع] قول[۳ع] علیہ السلام القران علی اربعۃ وجہہ العبادات والاشارات والحقایق واللطایف العبادات للعوام والاشارات للخواص والحقایق الاولیا و اللطایفین الانبیا ۵ لانبیاء واللطایف للعارفین ۵ ولیکن فہم خاصاں[۱] نہ یوں دم زدنی ہے نہ و اون وکرسکے تو صورت دیکھلاوے وگرنہ تو دوسرے کا کیا مجال۔ درمیانی کے سب صورتاں اس تھے بارسکلیاں کوں جن روپ کر دیکھلایا پس کیا عجب اپنی قدرت سوں یک تنا کھڑا کرے

---

[۱] خواصاں۔

۱ع۔ انکھیاں سوں (ندارد) ۲ع معماہے۔ ۳ع قول تعالیٰ قول علی علیہ الصلواۃ والسلام۔

Marfat.com

تو آں روز دگر خواہد تا امروز کہ قادر توانا ہے من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھُوَ فی الآخرت اعمٰی و اضل السَبِیلا اصل مقصود اوّل اندھلا وہی، کی جس کے یقین میں شک اچھے کہ خدا کی ہستی میں گمان دھرتا[۱] بر قدرت نہ شناسد۔ پس جوں کی اعمٰی کہ شناس حق تعالیٰ پر یقین باید در دل دگر سکے تو صورت بھی یک اپنی قدرت سوں باوجود کر دیکھلاوے درمیانہ[۱] کہنے کے کیا زہرہ ہووے کہ یک اپنا امر کا قطرہ ظاہر کر دیکھلایا ہوئے وگر تمام بدانہ اپیں وہی وہی ہے کہیں گے تو نہوے کہ باقدرت سوں یک وجود کر دیکھلایا۔

سوؑال[۲]:۔ ہور متصل بن منفصل کیوں؟

ل۔ رکھتا۔

حل۔ درمیاں کس کا کیا زہرہ ہوے۔

ت۲۔ ولیکن دیکھلانے ہارا منزہ لامثال ودر قدرت خواست مثل نمونہ نمود بکمال قدرت خود ذات وہی کر بھی نہ کھیا جائے ونھوے کر بھی نہ کھیا جائے اپیں

(باقی بر صفحہ ۶۴)

Marfat.com

جواب :- جوں تن میں جیو، یا خوشبوئی جوں پھول میں ؟ -

سوال :- خدائے تعالیٰ ایک اچھے سب میں کیوں ؟ -

جواب :- جوں ہمیں اپنے اعضا اپنے پر یک اپیں محیط -

سوال :- یچ سب میں کیوں ؟

(بقیہ سلسلہ ص۶۳)
اپنی قدرت سوں اپساں دیکھلایا پس دریں اشارت بہر دو قوم خطا لازم آید کہ بعضی گویند صحیح است و بعضے گویند نہ اینجا اثبات و نفی را جا نباشند ۔ تو ایسا جز خلاصہ جز عارفاں نباشد برائے آں ہر دو قوم کمال قدرت را اندانند راست نماید و کمال قدرت نہ یوں وہم پکڑیا جائے نہ وادں چوں و چرا نباید کہ فہم ایشاں درمیاں نہ گنجد و عارفاں را ایں محال است العجز عن درك الادراك سوال : خدائے تعالیٰ محیط کیوں کہ ان اللہ بکل شئ محیط - "جواب" دو طریق محیط بداں یکے مفصل ہوکر متصل دوم متصل ہوکر مفصل : سوال : مفصل متصل کیوں : جواب : جوں آرسی میں موں تیوں اس صورت کا محیط اپیں یا جوں آفتاب کل چراغ خانے میں تیزی دکھلایا ۔

جواب:-

جوں یک اندھارے ٹھاریک بھانڈا لیا سنوار
اس بھیتر باقی یک کروڑوں لاکھوں دیکھ
یہ سب میں ویسے محیط ہن دیوا تو ا بیت
یا کھٹر جوں بھانڈے سارا یک اُجت لاکھوں ٹھار

سوال:- خدائے تعالیٰ اپنی قدرت میں محیط کیوں ؟
جواب:- جوں ہمیں اپنی معرفت میں -
سوال:- ہماری روح میں کیوں محیط ؟
جواب:- جوں ہمیں اپنے نفس میں محیط کہ من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ خدائے تعالیٰ منفصل و متصل، باہمہ و بے ہمہ ہجو روح باوجود لیکن روح مخلوق است - قید میں آیا - سوکھ دوکھ کے لایق و لیکن خدائے تعالیٰ، غیر مخلوق است - لا قید - کہ ہمہ در قید اوست - در وے تغیر و تھلک و تبدیل نیست -

سوال:- خدائے تعالیٰ ہر شئے را بر گناہ ایشان عقوبت کند و در دوزخ بسوزد، و گر دوزخ گناہ کند بعدہٗ دوزخ را چہ گونہ دوزخ دہد، ہیچ عقوبتے است یا نہ کہ دوزخ

Marfat.com

خود عقوبت است۔

جواب :- دوزخ از ہم عقوبتی است کہ از آتش دوزخ آتش عشق زیادت است کہ اگر خدا تعالیٰ خواہد دوزخ را دوزخ دہد۔ کسی عاشق را در دوزخ اندازد دوزخ از آتش عشق طاقت نیارد۔ واللہ اعلم۔

سوال :- روح کون اور امر کون ؟ کچھ تفاوت ہے یا نہیں ؟

جواب :- این جملہ روحانیاں امر خدا کا۔ قل الروح من امر ربی ولیکن رمزے است کہ اصل روح امر کا مقصود و امر باقی ذات سوں نہ کی امر میں تکرار نہیں کہ کن فیکون یہ امر ذات قدیمی سوں باقی تھا و بار ہوا جملہ روحاں کا اصل ہونا امر تھے ہے اس سبب منقول کہ قل الروح من امر ربی بداں کہ ایں ہمہ روح جہانیاں پنہاں۔ خدائے تعالیٰ کے دل میں تھا و آشکارا ہوا نفس تھے کہ امر اللہ تعالیٰ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک خدا تعالیٰ دو روح دارد یکے روح مقیم دوم روح جاری و سفلی روح الجاری یعنی نفس خدا و مقیم روح علوی آں دلے خدائے تعالیٰ کہ

صا۔ دوزخ را ہمہ دوزخ را یکے

هوالطیف الخبیر و دگر کہ علیم و حکیم و قدرت سوں
خصالت چہار[1] نفس سوں۔

سوال:۔ آں نفس کدام ؟

جواب:۔ امارہ[1]، لوامہ[2]، مطمئنہ[3] و ملہمہ[4]

و نفس امارہ مخلوق کا کرہنا را رنگ پر رنگ و ڈرا ہنا را کہ اَللّٰہُ وَاحِدُ الْقَہَّار۔ و نفس لوامہ پرت پاک کرہنارا تمام جیوں کا یعنی[2] نگاہبانی و چینت کرتا و امید دکھلاتا کہ ولا تقنطوا من رحمتہ اللہ و مطمئنہ صابر کی خدائے تعالیٰ صبور کہ ان اللہ مع الصابرین و ملہمہ شاکر کہ اللہ تعالیٰ ہیں شکور ہے کہ قولہ تعالیٰ۔ اِعملوا آلَ داؤد شکراً و قلیلاً من عبادی الشکور۔

و خدائے تعالیٰ ہر باب سکتا، جانتا و بھوگتا، چنانچہ فرمان ازدیوان کہ خدا کرتا قدرت کی ان کوں و بھوکتا روح کی سن[3] کوں و جانتا نور کے انکوں۔ خدائے تعالیٰ کا وجود نور کا واعضا کل[4] روح کا و محیطی[5] ذات کا و راحت[6] قدرت کا واین روح انسانی پرتوذات کا یہ نور شاہد کوں چار وجود

---

[1] نفسہا چہار آفرید۔ [2] یعنی چینت و نگاہبانی کرتا [3] اس کوں دل جتن کرتا۔ [4] کل (ندارد) [5] محیط [6] رہان [6] رہات۔

تھے خارج، آن روح عکس ذات کا' پیدا ہوا ہی روح
آدم کا اسے فرمان ہوا کہ دخل کر وجود میں، پس جونکی دخل
کرد این عکس [۱] پرتیو حق دیدہ و سجدہ برآوردہ اند۔ این
عکس چرا شد کہ خاک کی آرسی میں پرچھایا ذات کا نظر پڑیا
وہ ذات حق جوں تیوں مقیم و تبدیل عکس کوں نہ کہ
ذات کوں۔
سوال:۔ یہ تن [۲] آرسی ہے اس صحبت میں آرسی یہ جدا، عکس ہوا اگر
آرسی گذریا تو ذات میں ذات مل گیا۔
جواب:۔ یہ خاکی وجود اتنا چہ آرسی نھوے مگر یہ چار و وجود
ملا کر آرسی ہے۔ واصل آئینہ عارف الوجود کہ جز آئینہ
معرفت ہوا آئینہ نہیں جو لک جان پنا ہے تو لک عکس [۳] صحیح۔
سوال:۔ یہ تن گیا تو جان پنا کیوں رہے؟
جواب:۔ روح کے مرکب کے برابر اصل وجود باقی سو وہی مرکب
وہ ممکن الوجود۔ کون کی وقت؟ کہ وقتی در سیری وطیری
بیروں نماید ہمچوں عکس ایں جسد واصل قدیمی آن وجود
روحانی۔ وہ کون وجود کی وقت میثاق کا واین خاکی
اعضا را ہمہ حرکت از اعضا آں اعضاء فہم است۔ از

---

(۱) ایں عکس ذات در وجود خاکی بود بعدہ فرمان شد کہ اسجدوا لآدم تا جملہ ملائکاں پرتو
حق دیدہ۔ (۲) لفظ تن ندارد (۳) عکس پنا۔

Marfat.com

اعضائے آن ایں اعضائے خاکی حرکت کنند وملائیکاں راہم خاکی وجود نیست، اما وجود نورانی - اس میں شک نہیں - ہاتھ، پاؤں وسیر، سنتے و دیکھتے برتن ہارے ہیں - جونکی ہمیں حال ایتال جوں اوس خاکی تن تھے ہلکا - اس مرکب کے ساری تھے ہنیں توجوں بھیتر و خوف ورجا، بندگی وطاعت، امر ونہی، نبی وقرآن، اس پرہی، نہ کہ برخاک وجود، یہ وجود خاکی یک برقا[1] ہے - یہ تن یک موس ہے اس میں جیورس اوت کرلیا -

سوال:- موس یک ہے یا دو - ؟

جواب:- موس یک -

سوال:- کافر اور مسلمان سبھ کیوں ؟

جواب:- یہ تن موس کا کن کیری وخصلت سو اصل موس و تن میں کی - اس[2] جیورس جوں اوٹیا کیا وہی پرت بنب لیہ کھڑا رھیا - خصلت تھے کوتا وخصلت تھے پیلی -

سوال:- رس تو یکچ ؟

جواب:- صحیح فعل پر تفاوت جانو - پانی یک اما خصلت[3]، جیسے کی صحبت، وہی کہیں کھٹا کہیں میٹھا، کہیں کڑوا، کہیں زہر

---

[1] برقعہ [2] پر [3] اس خصلت [4] خصلت وہی

کہیں انبرت، کہیں کافر و مسلمان، زاہد و فاسق، نٹ کھٹ،
چور، ساؤ۔

سوال:۔ یہ بول کس سیتیر[1]؟

جواب:۔ بندے کے سیر۔

سوال:۔ کیا اس بغیر ذرہ کا حرکت نہیں۔ پس اس کا کیا چارا جوں
خاصیت دیا، یتوں؟

جواب:۔ فعل مختار کیا کہ سننا و دیکھنا، بھلا برا سب دیکھلا دیا
و تجے اختیار دے دیا۔ تقصیر اپنا کی سمجتا نہیں؟ خدائے تعالیٰ
انصاف ظلم تھے منزہ کچ اپیں بندیاں بھی نہیں چھپایا
یک نبی قرآن بھیج دیا کی غیر حق بھلا برا پچھاننے۔

سوال:۔ تو قدیم لکھیا ہوئیگا سوچ ہوئیگا قوله تعالیٰ۔ قل
لئن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔

جواب:۔ قدیم لیکھنا تجے کیوں معلوم پڑے کی یو نچ تھا؟

سوال:۔ معلوم پڑتا ہے کہ اس کی رضا بغیر ذرہ کا حرکت
نہیں۔ جے کچھ ہمارے دل میں آوتا سو اسی کا قدیم
بھاوتا۔ خواہ خیر خواہ شرکت ما من دابتہ الا هو
ودگر منقول کہ قل کل من عند اللہ۔

---

[1] پر۔

Marfat.com

جواب:- تو پس جے کچھ تیرا نفس کا بھاوتا سو خدا کا لکھیا آتال لکھیا سو تیرے ہاتھ میں سپٹریا کچھ باقی نہیں جے کچھ تیرا بھاوتا سو ہچ لکھیا۔

سوال:- نہ ہوتا مستقبل باقی سب کیوں سپٹریا۔ اما دلی جیسے کچھ حرکت مجھ سے سو خدا تھے میں درمیانے کچھ نعا ... نہیں کہ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی۔

جواب:- ہونا موقوف صحیح۔ ولیکن تیرا نفس کا بکار سب اسی طرح و نچ میں حال سب وہی برتا کرجاتا پس یہ فرمان کیا کہ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا۔

سوال:- یہاں اب ولیکن اعتقادات من ہمیں است کہ یُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ کر دوزخ و بہشت بھرنا[صا] تمام بات خدا یہ ازل ازلی پو نچ تھا۔

جواب:- اے عارف! اصل اعتقاد تیرا اس میں باقی گھیڑیا بعض ادب کی بال خیال ہاتھ آیا۔ بعض ادب میں یوں دستائی خدا جس تحقیق کی [illegible] خدا کے تعالی بالہام [illegible] استغفر اللہ العظیم۔

صا جب تیری بات ہے۔

سوال :۔ ظالم کیوں کہنا ؟
جواب :۔ کہ نیک و بد کرنہارا آپیں و بندیاں پر چوک لا عذاب دیتا ۔ اس تھے اور ظلم کیا ۔ خدا پاک ظلم تھے کہ قولہ تعالیٰ
ان اللہ لایظلم مثقال ذرۃ ۔
سوال :۔ ظلم نہیں[1] کہ ظالم دوسرے کی ضمیر پر آتا تھا ۔ خدائے تعالیٰ را کسے شریک نیست کہ ہمہ بندگان است و خود بندیاں را ہر چہ خواہد، آں کند ۔ مثلہٗ گریبان، پیرہن خود بدست خود برید اینجا چہ ظلم ؟
جواب :۔ اے عارف ! خدا لاشریک ۔ اما اسے شریک سو بندہ چہ کیا و شریک وکس باب کہ یعنی من بندۂ خدایم ۔
خداکے انصاف و بے انصاف قدرت بر خود بندہ را شاہد کرد کہ تو توں فکر کر دیکھ ۔ یہ جہل[2] نقصانی اپنی چھوڑ کہ انصاف ہے باقی ۔ یہ کلام[3] ربانی طیب ہے ۔ جز مرشد ترکیب نہیں ۔ یک آیت پکڑے تو یک آیت منسوخ دیکھلاتا ۔ اس سبب مرشد لوڑے جے راہ دیکھلاوے داس و فعل عبودیت و ربوبیت پچھانے جاویں خدا

---

[1] نہیں کہ ظالم (ندارد) [2] جہل و نقصان ۔ [3] و

Marfat.com

تجھے کی خدا کے فعل و بندہ کے سبب سوال کرتا کیوں
سب تجھے الا وہ کیوں کہ عالم الغیب والشہادۃ۔
سوال :۔ یہ طاقت مجھ میں نہیں جے کچھ ماضی وحال و مستقبل
سب اس تھے وہی جانے۔ لکھیا سو چوکتا نہیں۔ جے تخم
بیریا سو بار آویگا درمیان کچھ چیارا نہیں۔
جواب :۔ جس وقت لکھیا سو تجھے معلوم نہیں صاحب نہ
جانے کہ ایتال کیا لکھے اگر سکے تمام لیکھیا سو محو کرے
کہ قولہ تعالیٰ۔ لکل اجل فی کتاب ویمحوا اللہ من
یشاء ویثبت۔
سوال :۔ اگر سد بار لیکھے اور پوچھے تو یو بھی قدیم قلم پھیریا تھا
جواب :۔ اے عارف ا خدا کے و تیرے درمیان پتہ نصیبا ر
کا حجاب ہوا و نصیب کر ہمارے کوں پکڑ نجانے کہ
کیا کرے کی اس پتر میں قدرت تو نہیں سینے سے خدا کی
کرنی تو باقی ہے۔
سوال :۔ صحیح ولیکن اس کی کرنی باقی ہے ولیکن اس کی فہم ایسا
نہیں گمان جے کچھ آنگے کا سب و ماضی گذریا سو وحال

۱؎ چوک ۲؎ صاجی و ۳؎ بیدر
صا صاجی صا۲ بھریا تھا

Marfat.com

کرتا سو سب جاں کر تیکج بار قلم پھیر یا۔ دوسری بار کا کچھ حاجت نہیں۔

جواب:۔ یہ صحیح وو گر لوڑے تو اوس کی فہم قدیم کو تیری دہر چلے گی اس باب کہ قولہ تعالیٰ **یفعل** اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید۔

سوال:۔ نہ چلتے[1]۔ ولیکن جے کچ[2] حکم کرے گا سو قدیم نوشتہ و صحیح کرے گا۔

جواب:۔ تو یہ[3] بھاؤ تا چھوڑ و ایمان حال خدا پر لیاؤ۔ وجے کچ کیا اس پر بھی صحیح اگر توڑ کرے جے کچ وہ[4] بھی کرے صحیح۔

سوال:۔ تو یہ بھاؤ تا کیا کچ مجھ تے ہے؟

جواب:۔ لاشک تج تھے۔

سوال:۔ تو شریک ہوا۔

جواب:۔ یہ شریک نہوے کہ من بندۂ خدایم۔ پس یہاں کیا شریک؟

سوال:۔ کرنے میں کی میں یک کرتا ہوں۔

جواب:۔ اے عارف! سبب یو تھا میں کرتا نہ کہتا کہ فرصت خدا کا تج میں ہے وہ توں بھی خدا تھے ولیکن حال تیرا[5] کام یتاں

---

[1] بہ پہلی نسخ دے جوں [2] یہ توں بھاو چھوڑو [3] وہ بھی کرے (ندارد) [4] تیرے [5] صہ نہ چلتے۔ دے کرتا کہتا۔

وہیں کرتا اما فرصت اس کی جماعہ شئے کوں ولیکن حال
تج میں کہنا۔ یہ توگناہ کی بنی ہمارے پر۔ فرماں قولہ تعالیٰ
تَعْلَمُ وَمَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ وَمَا فِي نَفْسِكَ۔
بندے کے فعل بارہیں اس تھے و بندے کے فعلوں میں
محیط ہے۔ ولیکن حال کر توت میں تیرے ہنیں و اس
تھے منزہ جان۔ فرمان ہوتا ہے کہ۔ وَنَفَخْتُ فِيهِ من
روحی وجعل السَّمعَ والابصار والافئدۃ
قلیلاً مّا تشکرون۔ کہ سنا و دیکھنا دیا و علم و عقل
دیا کہ فرصت دے چھوڑیا ہے۔ اگر ہاتھ و پاؤں و سہہ
اعضا تیرے بھاوتے میں کر دیا ہے اگر اٹھتے یا بیستے یا چلتے
ہلتے، کیا فرصت چھنیا ہے کہ اس کی رضا بغیر ذرا حرکت
ہنیں۔ سبب کہ سب داد الٰہی، اگر پلک زدنی میں ہمہ عالم
کی فرصت چھینے و دے سکے یوں سبب یہ کی اس بغیر
ذرہ کی حرکت ہنیں کہ سمیع و بصیر اس کا اگر جائے تو تیرے
کیئے تھے کیا اُسے ولیکن سب حوالہ تیرے کیا ہے۔

سوال: معنا پڑتا نہ یوں کھیا جائے نہ کچھ اتنا کریں شریک
نکل آتا۔

۱؎ وصل کرتا ہوتا ۲؎ ہوا کر۔ ۳؎ کہ سب (ندارد) ۴؎ اگر پلک زدی ۵؎ کھیے
۶؎ اٹھے یا بیسے یا ہلے یا چلے ۷؎ ذرہ کا۔

جواب :- توتوں کچ درمیان آفرنیش میں ہے یانہیں سب وہی وہے۔

سوال :- استغفراللہ العظیم کہ بندہ ضعیف، بے طاقت، بے خود، عزیب کہ آفرنیش اوست۔

جواب :- توں بندہ خدا تھے تو فعل تیرے، مقدار تیری، وہ بھی خدا تھے۔ جے تیری طاقت میں آتا و کار کمال قدرت غالب آں خداست و نہ بینی کہ در کار دنیا نفسانی جہد کوشش تدبیر قوی دیکھلاتا و در کار خدائی[1] یعنی کاہلی می کند انصاف نہ شوی در خود۔

سوال :- کی سب دل فیض[2] خدا است، جیوں پھراتا تیوں پھیرتا خواہ مجازی[3] خواہ دینی۔

جواب :- اے سائل! یہ جہلات نفسانی چھوڑ۔ یہ بھاوتا تیرا کی تجھے ارشاد نہیں وتسلیم ہنیں۔ قولہ تعالی۔ یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔

سوال :- یہ بھاوتا، میرا اسی کا بھاوتا۔ اگر پھرائے گا تو پھرے گا

جواب :- اے نادان بھاوتا خدا کا کلام وتی و یہ بھاوتا نفسا[نی]

---

[1] خدائی (ندارد) [2] قبض [2] دینان [1] تج تھے۔
[3] در قبض خداست

تعلق شیطانی کہ سجدہ آدم را نہ کند برائے آں لایق عقوبت گردانید تسلیم باید۔ اے عابد! اپنے کام میں دیکھ۔ وقتے زحمت افتادی۔ اس وقت نفس تیرا چند بار کیا کیا چیز منگتا و تا سب رد کرتا و انچہ طبیب فرمود برو کار کند کہ داروئے تلخ و طعام بے مزہ برخود اختیار کردی وہاں نہیں کہتا کی خدا کا بھاوتا یو نچ بے و پرہیں نگاہ رکھتا و اگر کہے گا کہ کچ نہوسے و اختیار ہر یک چیز کرے گا و خورد ہلاک شود دریں باب شک نیست و اگر نا ڈرکے زہر کھائیں تیرے و امبرت بیئیں میرے یو کام کثرت پر نہیں کہ النادر کالمعدوم کہ خداوندی خود نمود یہاں اپنے کام غالب دیکھلایا۔ ولیکن تدبیر منع نہیں۔

سوال:۔ کیا تدبیر تھے تقدیر چوکتا ؟

جواب:۔ تقدیر آسمانی۔ وہاں تیرا کیا چارہ۔ اما تیرے ہاتھ کی تقدیر چوکتا۔

سوال:۔ میرے ہاتھ تقدیر کیا۔ مرنے جیونے کی آہے۔

ف۱ نہ کرد ف۲ می کنی ف۳ پرہیز ف۴ اور کھائے گا تو ف۵ امریت ف۶ تقدیر چوکتے
ف۷ کیا تقدیر جیونے مرنے کی ہے۔
ح۱ طعام بے نمک و بے مزہ ح۲ ہر یک چیز کا کرے گا اور کھتا تو او خود ہلاک شود
ح۳ و اگر نا ڈر نہیں کی زہر کھائیں دامرت کھائیں مرتے دامرت پیئیں میں مرے یکام
کثرت پر نہیں ح۴ دیکھلاتا ح۵ میرے ہاتھ کیا۔

جواب :- اے نادان ! بولنے میں بے ادبی ہے۔ سمجھ ارشاد نہیں
لیتا تیرے ہاتھ مرنے کی تدبیر ہے واگر فرمودگی سوں
رہے تو جیونے کی بھی ہے۔

سوال :- کہو[1] جناور[صل]۔

جواب :- زہر کھاؤ، موت ہے، واگر کارد در شکم زند موت ہے
واگر در آتش انداز د موت ہے۔ بدیں سبب چندیں
نمودہ است۔

سوال :- اگر قسمت[2] وتقدیرا چھیدگا تو وھیچ دل میں آوے گا
چوک نہیں، یہاں کیا ستم گاری ہے۔

جواب :- ہموں حال[3][صل] خبر نہ ٹینی۔

سوال :- اگر تقدیر باشد ہموں طرق بمیسرد تو تو ویسا سبب گھڑے گا

جواب :- کہ نہ آن[4] کام میں زیان[صل] دستا ہے سبب یہاں تھے
کھینچ لیتا ہے وخودرا نگاہ دارد کی جانتا کی زبان انبڑے گا

سوال :- جیسے یوں بھی بوڑ یچتا ہے اس تھے ایسا بھی سبب
گھڑتا ہے ستم گاری کیا ہے ؟

جواب :- ستم گاری یہ ہے کہ جے کچھ[5] لیکھیا سو چوکتا نہیں

---

[1] سمجاؤ [2] قسمت اچھے گا تو او [3] صل حالا چرا نہ بینی [4] کہ آن کام میں زیان
ترت دستا ہے [5] جے کچھ قدیم۔
صا سمجاؤ۔ صل زیان نوٹ دِستا ہے۔

Marfat.com

اگر کہتا تو یہ تدبیر تیرے ہات ہے آزما دیکھ ۔

سوال : ۔ اگر رکھے ذرا متغیر نہ ہوئے تو ؟

جواب : ۔ یہ کام[1] نادر نیچوں ابراہیم خلیل اللہ در آتش و یوسف در چاہ و یونس در ظلمات ۔ یہ فرصت اللہ تعالیٰ پر[2] موقوف ہے اما لاکھوں میں ایک و لیکن بر ہمہ کس واجب نیاید ۔ یہاں نصیب کیا آزماؤنا کر اک[3] جالن ہارے و آپیں جلنہارا ۔ یہاں نصیب کیا آزماؤنا ۔ حق بجالانا خدا تھے دیکھ اپنے کام نفسانی میں بھاوتا توڑ کرا اختیار کرتا د جہد کوشش رکھتا پس چرا در کار خدا ترک گیری جے کچ کام ربانی تو موقوف پر بھاؤتا وجے کچ کام نفسانی فرصت سوں کرتا اے بندہ اللہ تعالیٰ بر نیک و بد ترا فرصت دادہ است جہد کر اگر جہد خود کریں پورا اور پورا کریں ۔ خوب یوں تو نہیں ۔ جز اک اللہ و لیکن تیری اختیاری[4] جی پیلا ڑ دیسے تو پس ہو نہادسے پر کھال[5]

---

[1] کلام [2] تھے (بجائے پر کے) موقوف ہے مگر (مولی) [3] کر آگاہ [4] یہ تیرا بھاوتا درمیانے کر تیری اختیاری پیلاڑ دے ۔ تو جھالاتہ پھیرا سوال جواب کرتا یہ بھاوتا تیرے نفس کا خدا کا بھاوتا (یہ عبارت متروک ہو گی ہے)

[5] اختیاری تھے جی پیلاڑ دے تو پس ہو نہادسے پر کہاں یہ تیرا بھاوتا درمیانے یہ کی جہالت پھیرا سوال جواب کرتا یہ بھاوتا تیرے نفس کا و خدا کا بھاوتا ہے کرنی و کلام ولے تجے سوا د ارشاد نہیں الخ ۔

تیرا بھاوتا وہ ہے کی نبی و کلام وسے تجے سواد ارشاد
نہیں کہ امر بجا لیانا و نہی تھے منکر ہونا۔ پس اسے
عارف دیکھ ایس میں کہ اپنے کام میں کیوں سزا دیتا
اپنے بھاوتے کوں، بس وہی کوشش رکھ امر معروف
کوں کہ یہاں زبان[1] ترت دیکھتا ہشیار ہوتا ولیکن
ندانی کہ دیر گیر دولے سخت گیرد۔

سوال: ۔یہاں کیا میرا بھاوتا، یہ سب اسی کا۔

جواب: ۔تیرا یہ ہی کہ پھیر تکرار کرتا کہ یہ دانائی اس تھے ہے
اما تسلیم ہو پھر تکرار کرنا بھی گناہ اینجانب بسیار کہ
است ہے اختیاری تجھ کوں دیا ہے مثلہ یک مکتب
خانے میں کودکاں را تعلیم آموخت و آں کودکاں
پیش ازیں نہ الف، نہ بے، و نہ تے را دانند و نہ
اعراب و نہ جزم و نہ نکتہ۔ و مولائے[2] ایشاں را بعلم
خود ہمہ آموخت۔ یک بار و دو بار و سہ بار گوید و بار
بار گوید تاکہ سیکھیں لک جو نکے ان کی زبان میں لفظ
برتن[3] لگیا بعدہٗ چوکے تا خطا بر استاد یا بر شاگرداں

---

[1] ۔اے نادان [2] ایس تھے ہے [3] ملاّن [4] چوکے تو بعد
صلہ ترت زیاں دیکھلاتا۔

بگو مثل جوں کی کبوتر بچہ خود را اول[1] دم دہد برائے
آں کہ حلق کشادہ گردد و جوں کی حکمت سوں پرورش
ہوا پس اپنا چارہ کھالیا دکھلا دینا منکہ ایضاً ہمچوں طوطی
را دمیموں را سخن وحکمت آموخت پس درآموختن
خطا کند آں خطا بر طوطی لازم آید ہموں مثلہ دمونہ
خدائے تعالیٰ بر بندگاں خود نمود۔

سوال۔ صحیح کہ قادر توانا۔ تو اگر کرے سو ہوئے کیا سو ہوگا
ہستی را نیستی و نیستی را ہستی۔ ہر چہ کند آں کند۔ بر حکم
خود بندے کوں چارہ نہیں کی یوں پاؤں[2] بندہ قبولیت
میں اچھنا۔

جواب۔ بارک اللہ کہ خدائے تعالیٰ ایں نظر[3] ہر کس را میسر ہے۔
اے عابد! تو کھیا کی جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ
سُبُلَنَا و دیگر منقول کہ قولہ تعالیٰ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ
حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ وَ مَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ
فَمِنْ نَفْسِکَ وَ اَرْسَلْنَاکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ہ

---

[1] ہم اول مید [2] پاؤں [3] حرف نظر ندارد

Marfat.com

سوال ۔ تو معلوم پڑتا کہ اپناں سب اس نتھے جیسا کرے گا ویسا پاوئے گا۔ ہمارے کام میں خدا کے کام نہیں کہ او ہیچ (اولہی) اختیاری دیا۔

جواب ۔ اے عارف! ای بھی کر فہم اتیاں تیرا کام اس کی فرصت تھے۔

سوال ۔ حق است اما یک آرزو کہ اپنے کام[1] و اللہ کے کام اس کی رضا بغیر ذرہ ہلتا نہیں ۔ کیوں[1] وں[2] ہیں دیکھو چلو سو کیا این ہر دو امر چناں بر مثل چناؤ دیا اگر بندہ[2] کا کام کیوں و خدا کا کام کیوں پال کر یہ کیوں سمجھاؤ بیاں ، جے روشن ہوئے عیاں یوں کہے خوب نشان جے ٹوٹے دبرم گمان۔

جواب ۔ یک تین باتاں سمجھ لیہ ۔ یک خیر و یک شر و تیسرا تیری اختیاری ۔ یہ تینوں باتاں خدا تھے اس معنی میں سب اس تھے و سب بندے تھے ۔ کیوں یہ اختیاری و فرصت دیا ہے ۔ بر خیر و شر قدرحال اختیار کی امر فرمایا ۔ یعنی عبادت

سوال ۔ معما ہے سمجھیا نیا[2] لوڑے ۔

---

(۱) ۔ کلام و اللہ کے کام کی (۲) کیوں (۳) تھیں دیکھ چلو سو کیا ۔ این ہر دو امر چناؤ بر مثل دیا اگر ستنز بندہ کا کام ۔ (۵) ۔ سمجھا

صدا کیوں تمھیں دیکھ چلو بندہ سو کیا صد اگر ستنز کا کام صد بندیاں تھے صد سمجھیا لوڑے ۔

Marfat.com

جواب۔ اے عابد! ایک تشبیہ سن! اس باب کا وسیع لیے نہ کام کل
بندے پر چھایا جائے نہ خدا پر این سخن دوتا باشد کہ وَمَا
مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ ۔ دیگر منقول الا هو السبیلا امّا
شاکراً و امّا کفوراً ۞ یہ دو آیات کوں رابطہ دینا خدا
کے فہم تھے نہ مستفسر اس کے، نہ براو ایک مثال نمونہ شناس کن
ہمچوں درچشم نظر باشد وچشم را جز آفتاب نہ نماید کہ بغیر
آفتاب آنکھ اندھا اچھے تو بھلی آفتاب ہے۔ ذرا ایک مثال بغیر نظر
کا، واگر آنکھیاں نہیں تو آفتاب اچھے اجالے سو دیا ہیں
ہے پس جوں نظر آفتاب تھے پڑتی ہے وجہاں اشعۂ آفتاب
کا نہیں پس وہاں کیا کام نظر کا اندھا رہے ہیں، اگر آفتاب
نہیں تو آفتاب کا ظہور بھی نہیں تو ایسی مثل سر رشتہ
کا جوں کی آفتاب[1] تھے کہ اس بغیر یہ کم آنکھ
آفتاب کا یا نظر کا ایک متعین جاگا نہیں ولیکن فرصت
نظر کوں آفتاب کا، ولیکن جے کچھ نظر میں خدا

---

(۱) ایک طرف معنی کون جانتا۔
(۲)۔ آفتاب تھے ظہور نہیں۔

Marfat.com

چوک اجیت پَیہ یا نظر پر نہ بتحقیق نظر پڑے اگر فرصت اجت ہوا تو کیا لیولا
کارا ہیں۔ ولیکن چوک نظر پڑے ولیکن فرصت آفتاب کا
اسی جب ہمہ نور آفتاب بداں ولیکن یہ آنکھ شریک ہے
کھو ہے کہ آنکھیاں بھوت و آفتاب یک و سب آنکھیاں
پر تو آفتاب است بعکس راتبدیل است و آں آفتاب
ہمیشہ یک است ہمولِ نمونہ ذات و صفات کا دیگر
انواع چوں نظر تھے با کھد کھو پڑے یا نظر تجھی بی پڑ جیب
ہر دو با تجھ عجیب جز نظر کا رزود ولیکن صحیح بر نظر نباید
کہ نظر منزہ بر ہر دو شاید ہمول نمونہ و مثال بر ذات
بندہ و خدا نماید۔ دریں ہر دو مثال امر ثابت شد
یا نہ کہ خدائے تعالیٰ انصاف ہے۔ تمام عالم کی حرکت
اس کی فرصت ولیکن وہ کسی کام میں نہیں آتا ہے تو
بول چوں نظر میں آفتاب ہے بھی نہیں دریں فکر غا بدرا
باید کہ رسید بعدہٗ معلوم شود لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ إِلَّا
بِإِذْنِ اللّٰهِ کہ خدائے تعالیٰ قادر توانا ہرچہ خواہد آں

ا کا دیجائے ہیں) ۲ آفتاب یک است ۳ ہر دو چیز ۴ سہواً اضافہ
۵ اس کا کام میں تجھے لیا ہے ۶ دردل آدمی باید
مٹ (اضافہ) دکھلانے میں دو جنس نہیں۔

Marfat.com

کہ ہمہ حرکت جات جہانیاں از قدرت تو دیدن تا نہاں را ہے دید
ایمان اقرار با انصاف در دل باید۔ واللہ اعلم۔

سوال۔ ایمان چیست و ایمان کرا گویند؟

جواب۔ کہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔ تصدیق چگویند کہ انچہ خواست آن کند۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ اَوْ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ خدائے تعالیٰ بر بندہ سہ چیز فریضہ کردہ است اوّل عرفان بعدہٗ ایمان و بعد اسلام۔ عرفان آن را گویند کہ خدائے تعالیٰ را بہ کمال قدرت باید شناس و اصل معرفت دو چیز دارد مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ وایمان آن است آن چہ خدائے تعالیٰ انچہ خواہد آن کند و اصل ایمان دو چیز دارد الایمان بین الخوف والرجاء۔ و اسلام آن است کہ رجوع بودن است و اصل اسلام سہ چیز دارد کہ امر بجا آوردن است کہ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ و بندہ شاہد باید بر مشاہدہ ایمان کہ از فرصت اللہ تعالیٰ این مشاہدہ

۱۔ در دل آدمی باید ۲۔ در اصل عرفان ۳۔ لفظ اول ندارد
۴۔ بر بندہ خود۔

ایمان است و مراقبۂ ایمان آن است کہ ہمہ خطرات نفسانی
ورحمانی در ثبوت ایمان نفی نماید بعدہٗ در ہمہ اعمال ہر یک
چیز ایمان بیرون نہ نماید در ہمہ حال و افعال و بندہ از خدا
نماید انشاء اللہ تعالیٰ و مشاہدہ رحمانی با ایمان در دل تصور
کند[صا] چنانچہ قولہ علیہ السلام قلوب المومنین عرش اللہ تعالیٰ
و مراقبۂ رحمان با ایمان و عرفان در ذات حق نفی باید کرد۔
بعدہٗ در اعمال ہر یک جز خدا بیرون نہ نماید پس در نظر بندہ
بینندہٗ او ستاد و در گوش شنندہ اوست و در زبان چشندہ[۲]
اوست و در ہمہ حرکات و سکنات از دست کہ نفس امارہ
خوش شود در نفس الرحمان واللہ اعلم۔

سوال۔ نفس الرحمان کجا است؟

جواب۔ بر[۱] قلوب المومنین اگر اس نفس رحمان کے بچھاونے میں پڑتے
پس چنان باشد کہ خدا کے بچھاونے میں پڑتا کہ نفس الرحمان
بر دل آدمی ہمچو نائب است بر نیک و بد و کس را نہ گوید

---

[۱]۔ بر قلب مومن۔

صا۔ کن ص۲۔ گو یندہ

کہ ایں نیک یا بد واین نفس امارہ خود حیلہ ومکر ساخت و خود
خاموش نہ کرد واگر بہ پرسند اورا' او کار راست فرماید وگر
نہ خاموش باشد۔ آں نفس مدعی است برائے فعل آدمی ہر یک
آں وقتی کہ روز قیامت واللہ اعلم باید کہ خود نفس را انفس
الرحمان تعلق کند۔

سوال ۔ ایسا کچ حال ہے ۔ جے ایس تھے الفنانی اللہ ہوئے ذات
میں وصل ہوئے؟

جواب ۔ عبادت است ۔

سوال ۔ عبادت چیست ؟

جواب ۔ اصل عبادت فکر است کہ سر عبادت فکر است کہ تَفَکُّرُ
سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَتِ سِتِّيْنَ سَنَةً ۔ ایں فکر
بر دو انواع است ۔

سوال ۔ آں فکر کیست ؟

جواب ۔ یک یہ کی جے کچھ تیری ذات میں تھے یاد کا بدھارا باہر آتا ہے
یہ تمام یادگواہ داری سنگھات جہاں سے تھے آیا وہاں غدا کیا لوڑے
یعنے ذات میں ذات پس چناں شود کہ در حق مستغرق کہ الفنانی اللہ
این فکری است کہ یک ساعت سر عبادت است وایں فکر اول است

Marfat.com

وفکر دوم ہر خطرات باہر آوے وہر یک اعضامیں بار
ہر یک اعضا کا مثلاً آنکھ دیکھنہاری دکان سنہارے
یو ہر یک اعضا اپنے کام میں وہر یک اعضا میں
یک مقیم فہم ہے۔ دو دجا فہم دلالت ہے وفہم دلالت ہر یک
جنس اعضا کا جہاں کا وپانچہ پھیراؤنا۔ پس جونکہ سدہ بدہ
نور جیسا بالک بھاؤنا بوجھے رنگ نہ راؤ آرے جی جان پینے
کالکار وتوں اسیتے ہو بھار اس یاد اور بسر ان دو نتے تول
تسرا کہ یہ یاد اور بسیر + ایں ہر دو دوام است ہمہ عالم درین
ہر دو افتادہ اند۔ پس نہ یہ یاد نہ بسر نہ یاد قرار و نہ بسر ا یاد
آیا بسر گیا وبسر ایا یاد گیا ہچوں شب وروز اما سالک راکہ
دریاد فراق و در فراموشی وبیصال یعنی فراموش نفس خود را
کہ جے کچ یاد میں حق پایا وبسر میں لیہ گیا پس یاد نہ رھیا۔
چنانچہ فرمان از دیوان عارفاں را وبیصال دریاد فراق در
فراموشی وعاشقاں را فراق دریاد وبیصال در فراموشی اما

۱؎ سوجے ۲؎ وبسر ایا (اضافہ) ۳؎ لے
۴؎ یاد آیا۔

این راه سالکان است ۔

سوال ۔ کہ این راہ سالکاں کہ در حق واصل شوند این راہ چگونہ است ؟

جواب ۔ اینجا مقام از مقام است ۔

سوال ۔ چند[1] چیز[2] کدام مقام است ؟

جواب ۔ دو مقام ۔

سوال ۔ کدام[3] کدام ؟

جواب ۔ یکے مقام شیطانی دوم قرب و در میاں راہ ہا و منزلات نمود ۔

سوال ۔ چند منزل و چند راہ ؟

جواب ۔ چہار راہ و چہار منزل ۔

سوال ۔ کدام کدام ؟

جواب ۔ یکے راہ شریعت و منزل ناسوت ۔ دوم راہ طریقت و منزل ملکوت سوم راہ حقیقت و منزل جبروت ۔ چہارم راہ معرفت و

---

[1] چند مقام است ۔ [2] کدام مقام ۔

[3] ۔ اول مقام بعدہ راہ بعدہ منزل ۔

Marfat.com

منزل لاہوت ۔

سوال ۔ سمجھیا لوڑے ؟

جواب ۔ مقام شیطانی اگر اس مقام کوں چھوڑے تو راہ شریعت میں آوے ۔

سوال ۔ از شکم زائیدل آن مقام ؟

جواب ۔ دہاں تھے مقام شیطانی اس کا تاک شریعت کی راہ نا لگ ۔

سوال ۔ منزل ناسوت کر بولیا کیا ہے ؟

جواب ۔ اوّل[1] مقام راہ بعدہٗ منزل ۔

سوال ۔ مقام شیطانی اس کا نشان کیا ؟

جواب ۔ اصل یک نشان کہ دوئی و شرکت وبعضی ہوا، حرص وحسد بغض، کینہ، کبر، جنگ و جدل میرا تیرا در عمل نفسانی کرنہار باشد کہ حرص الدنیا عذاب الآخرۃ ۔

سوال ۔ درہنگام صغیری حرص وہوا کہاں ہے ؟

جواب ۔ از شکم زادں باندوہ وگریاں بیرون آمد وبفعل نفسانی نہ کہ رحیمی[2] وحکیمی پس چوں بدیں حرص زیادہ ہوتا ہے پس تمام مقام شیطانی بار ہوا وبعضی می گویند کہ نہ آن منزل ناسوت

ص[1] اول مقام بعدہ راہ بعدہ منزل ۔ ص[2] رحمانی

Marfat.com

کہ ناسوت منزل حال مجذوب نماید برائے آن درہنگام صغیری کہتے ناسوت کرا ما آ درست نہیں کہ اول مقام باز در راہ بعد از بآں منزل۔

سوال۔ مقام[۱] یہ پس راہ شریعت کیوں؟

جواب۔ اس مقام کے پاؤں کاڑنا وخوف ورجائیں آنا بعد مہ راہ شریعت وشریعت حد شناختن، حد یعنی یک[۱] بندہ زخدا کہ انت ربی حق بحق و انا عبدک خفیف واین دانستن این راہ شریعت باطن را اظہار کہ امر بجا[۲] آوردن است۔ بر بنا[۳] مسلمانی ہیچ چیز را استوار داشتن بر خود اینجا مقام نفس است این لغات شریعت بر وجود ظاہر یعنی این بر واجب الوجود و منزل جز ذکر ومراقبہ ومشاہدہ منزل را نہ رسد۔

سوال۔ ذکر کون؟ اور مراقبہ اور مشاہدہ کیوں؟

جواب۔ ذکر جلی، اما ذکر جز نام[۴] اللہ اور یاد نہیں کہ نام اللہ ذاتی و بعض نام صفاتی۔ اللہ نام محیط است در ہزار نام کہ نام

۱۔ بندہ یکے خدا ۲۔ بجا نہ آوردن است ۳۔ بنائے مسلمانی ۴۔ نام اللہ

ص۱۔ مقام تو بہ اس شریعت کیوں۔

Marfat.com

خدا بر خودی خود بعضی نامہا بر صفات نمود۔ چنانکہ قادر، توانا، تونگر کہ سبحان و سلطان رحیم و کریم، جبار، ستار، غفار۔ این نام بر ہر یک صفت تعلق دھرتا ہے۔ نام اللہ محیط است کہ سبحان اللہ سلطان اللہ۔ جز اس اور فضل نہیں۔

سوال۔ ذکر لا إلٰہ؟

جواب۔ یہ ذکر ہوئے۔ کلمۃ التقویٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

سوال۔ اس[1] تھے کفر دفع۔ تو۔

جواب۔ اگر محمد رسول اللہ ہوئے تو کہ لا إلٰہ نفی و الا اللہ اثبات تکرار ایک بار، دو بار، وسہ بار، بار بار گفتن دروغ لازم آید۔

سوال قول علیہ السلام در مصقلۃ القلوب لا اللہ الا اللہ؟

جواب[2] صحیح لا الہ غیر الا اللہ حق اثبات کیا۔ یہی پھیر غیر کوں یاد کرنا درست ہے کہ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ و دل آرسی و کلمہ طیب مصقلہ جاں تھے مصقلہ کیا سبب کہ کہ آرسی صاف ہونے کوں مقصود کیا۔ مشاہدہ ہونا۔

---

[1] اس تھے دفعہ کفر تو کی جواب۔ غیر الا اللہ حق ثابت کیا ہی تہ شغلۃ
[2] صحی تول

نہ عمر خویش لک مثل جو کی صابون کپڑے کون لائے پاکی سبب
پس جامہ پاکیزہ کر کر اسکا لینا نہ کی کبھی میلا کرنا و رضو و غسل
خستہ کرنا۔ اس برائے ذاکر دھونڈ یا لوٹے لا الہ جاتا ہم
ہیں و الا اللہ چڑھتے دم ہیں۔ پس فکر کن کہ در وقت موت
جان قبض شود آں وقت نفس تو در لا الہ می رود یا در
الا اللہ پس چونکہ در لا الہ رود ہمہ ذکر ضائع شود۔

سوال۔ خدائے تعالیٰ ناظر بر نیت است یا بظاہر اعمال؟

جواب۔ پس چونکہ خدائے تعالیٰ بر نیت ناظر است پس ظاہر
ذکر چرا کنی کہ خدائے تعالیٰ نیت پر ہے پس اولیائے ذکر سے
تو خوف پکڑتا تھا اس سبب نیت موقوف خدائے تعالیٰ پر
اما در ظاہر سنت خطا لازم آید۔

سوال۔ پس ذکر جلی کیوں؟

جواب۔ کی کلام ربانی فَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
ذکر اللہ کہ در دم و در زبان و در چشم و در گوش و در رگ رگ

لـ۔ کپڑے کون لایا پاکی کے سبب۔
صـ۱ خویش لک مصفا۔ صـ۲ اے ذکر صـ۳ خدائے تعالیٰ دیکھتا بر نیت
صـ۴ نیت دیکھتا ہے۔

وہمہ اعضا نام اللہ محیط نماید۔ چنانکہ اعضاء منصور در ہر
اندام کہ آواز انا الحق برآید۔

سوال۔ مراقبہ چیست و مشاہدہ چیست؟

جواب۔ مراقبہ یہ ہے کی نفس کون تفرقہ نہ کرے یکجا جمع کند و مشاہدہ
آں است کہ نفس را در ذکر مشغول کند۔ ہمیشہ خدا سے۔
بعدہٗ در ذکر از کرم حق تعالیٰ ایک حال را رسید آں[1] کہ
منزل ناسوت است۔

سوال۔ منزل ناسوت را حال[2] طریق کیا؟

جواب۔ آں کہ در سوزِ ذکر مست شود و در ظاہر طبیعت مجہول
دیوانہ و مجذوب، این منزل اول است انشاء اللہ تعالیٰ
بعدہٗ چوں ایں حال ہضم شود و را ء طریقت را برسد این جا
مقام دل است و را ء طریقت تعلق بر وجود و حالی یعنی
ممکن الوجود۔ آں[1] وجود بقائی کہ حدیث اَلْمُؤْمِنُ حَیٌّ
فِی الدَّارَیْنِ واجب الوجود پوست و ممکن الوجود مغز

ل۔ وآں در وجود۔ ع۲ ہضم صحیح املا ہضم
ص۱ کہ آن منزل ناسوت۔ ص۲۔ حال کیا طریق؟

Marfat.com

ہمچو مارگزار د پوست را در وجود خاکی چگونہ باشد ہمچوں گوہر در صدف، بر وجود روحانی راہ طریقت آں ست کہ حدیث نبی اِنَّ فِیْ اُمَّتِیْ رِجَالًا اَبْدَانُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ ایں آن راہ است کہ سیری و طیری حاصل شود و آنجا طہارت باطن توبہ و توبہ ہمچوں توبۃ النصوحا و صلوۃ[1] آنجا کہ حدیث الصلوات خلاف العبادت یعنے ہمہ افعال ظاہر و باطن نفسانی خلاف کرے وڈر دل میں ذکر قلبی سوں مشغول ہوئے مراقبہ و مشاہدہ سوں ۔

سوال۔ دل کون ؟

جواب۔ قلوب المومنین، عرش اللہ تعالیٰ ۔ اس دل کی بزرگی کسے را نہایت نہ رسد کہ القلب بیت الرب ۔

سوال۔ یہ دل کہاں ہے ؟

جواب۔ در وجود آدمی ۔

سوال۔ یہ بزرگی دل کے وجود میں کیوں سمایا ؟

جواب۔ جوں درخت بر کا بر کے بیج میں ۔

سوال۔ ظاہر کیوں ہوئے ؟

---

[1] صلوۃ باطن آنجا ۔

Marfat.com

جواب۔ مرشد کامل[1]۔
سوال۔ کہیا لوڑے طالب کوں؟
جواب۔ اے طالب! دل نوری خدائے تعالیٰ است و دل معرفت
کہ نہاں گنج درذات آدمی باشد اما دل[2] دو، یکی معرفت
متحرک دوم معرفت مقیم نہاں گنج و روح منزہ،
بر ہر دو شاہد است و معرفت متحرک آں را نفس گویند
و معرفت مقیم آں را دل گویند و برایں ہر دو شاہدانِ
روح کہ قُلِ الروح من امر ربی معرفت مقیم و نہاں
یہ معرفت آنا و جانا کہ بر دل آدمی و علم لدنی پیدا شود۔
کہ امر باری تعالیٰ بر دلِ ولی اللہ نازل شود کہ وحی الیشاں
را نہاں بر دل نازل شود۔ وحی بر دو نوع است یکے
بر ندا و دوم در دل از ارادت است کہ حدیث قول
علیہ السلام لَوْ تَنَزَّلَ الْوَحِیُ بَعْدَ الْاَنْبِیَا کَنُزِّلَ شُعَرَاءِ
اُمَّتِیْ تَلَامِیْذُ الرَّحْمَانِ و این دل مجازی پارۂ گوشت
کہ در پہلوئے چپ باشد۔ یہ دل مردہ۔ اما دلِ حقیقی زندہ است

---

[1] مرشد کامل ہوئے [2] اما دل دو نوع است۔

Marfat.com

یک سب یہ کھیا کی یہ دل پارۂ گوشت کہ در سینہ
باشد و دل معرفت ہم در سینہ نماید پس آں دل معرفت
در ظاہر نظر[1] نمی آید ولیکن معرفت در سینہ باشد
بس دل را نام کسے[2] نہند برائے آن ربط بر نام خبایائے
کہ دل پارۂ گوشت است کہ حدیث تَکَلِّمُ النَّاسَ
عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ ولیکن دل حقیقی در پارۂ گوشت
خیال نہ باشد جوں[3] کی نظر آنکھ سوں تعلق دھرتا ہے
و نظر سوں دیدہ کھیا جائے و سننا سو کان کھیا جائے
و بول سو جیب کھیا جائے ولیکن سخن لسان نہ شود و
دیدہ و نظر نہ بود کہ نظر منزہ است ولیکن دل حقیقی و
دل مجازی میں یوں نزدیکی لکھوے گی۔ ایسا دل
معرفت ذکر قلبی باید و در کلام ربانی اشارت ذکر قلبی
نمود وَ اذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَ خِيفَةً (خفیہ)

سوال۔ قلبی ذکر کیوں؟

جواب۔ کہ اسم اللہ در زبان، در دل ذاکر باید و ایں ذکر را جز خلا

---

[1] در نظر ظاہری نمی آید [2] کیا [3] جو نکہ آنکہ

کسے نہ داند کہ مشغولات دل میں کا اچھے۔

سوال۔ وہاں کا مراقبہ ومشاہدہ چیست؟

جواب۔ آنجا مراقبہ آں است کہ ہر یک خطرہ کہ دل میں آغاز کرے وہم در دل در دل غائب کند کہ بیرون آمدن ندہد۔ وہاں کسا کا شرکت وہی ہے کہ مَامِنْ شُغِلَكَ عَنِ الْحَقِّ فَهُوَ صَنَمُكَ، ومشاہدہ آن است در ذکر مشغول باید کہ حدیث قدسی الانبیا والاولیا یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ دَائِمُوْن۔ بعدہ در ذکر از کرم حق تعالے یک حال را رسد آں منزل ملکوت است۔

سوال۔ منزل ملکوت کا حال کیا؟

جواب۔ چوں عبادات وطاعات وباطن کشف[ل ع] ودرسیری وطیری وباطن ارواح مومناں وملائکاں صحبت مستقیم شود اگر کچ رنج گنج برہر دو حال برابر نماید درخوف ورجا در دل دارد۔ درمنزل ملکوت حالی کیوں دسیگا چوں استوار در راہ شریعت، اما تفاوت یہ کہ ایشاں را

ل ع۔ کشفاً ملائکاں ندارد۔

Marfat.com

صدا از غیب آید از حق وقتی در نماز، وقتی بیرون از نماز
ظاہر کہ ایشاں در اعمال باطن تصرف کنند و در عمل
ظاہر نقصان نماید و باطن احسان بود کہ منزل ملکوت
و راہ باطن طریقت است کہ نزدیکی ایشاں قوم و ...
یکے بود، سوکھ پر نہ شادی نہ دوکھ پر اندوہ ...
ثانی بعدہ۔ چوں این حال بہ نہیر سکی حزم شود و ...
حقیقت رسد این جا مقام روح است و راہ حقیقت
تعلق با ممتنع الوجود دارد آنجا سزاوار یک حال دارد
ممتنع الوجود ذوق باشد در قرار ہو نہ لرزد و نہ جنبد و راہ
حقیقت آں است۔ سزاوار طلب وصال نماید و ...
صلواۃ کہ حدیث الصلوٰۃ الوصال الی اللہ چنانچہ خواجہ
جنید بغدادی سید الطائفین را ہم قولی است۔ ...
... للوصال ذکل اختیارہ ذنوب و در جائے
ذکر روحی سوں مشغول ہوئے۔ مراقبہ و مشاہدہ ...

ف صدا۔ این حال حتم شود ۲ ... لخ۔ نماید ... ذکل ذنوب ...
صدا از غیب آید صدا پس آں جا
لع۔ راہ حقیقت را ... حدیث نبی

سوال ۔ روح کون در روحی ذکر کون و مراقبہ و مشاہدہ کیا ؟
جواب ۔ روح آن است کہ امر خدا قل الروح من امر ربی ۔
اصل روح محل مشاہدہ و ذکر روحی آں است کہ مشاہدۂ
معشوق بر خود تصور کند کہ اینجا[۱] مقام حضوریت است
کہ در حقیقت لازم آید چنانچہ قولہ تعالیٰ مَنْ کَانَ فِیْ
هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[۱] مراقبہ آن است
کہ ہر طرف کہ نظر کند جز خدا ہیچ نہ بیند ۔ چنانچہ[۲] فَاَیْنَمَا
تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ وقول خواجہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْهِ مشاہدہ آن است
کہ در ذکر روحی مشغول باید ۔ بعدہٗ در ذکر از کرم حق تعالیٰ
یک حال را رسد آں منزل جبروت است ۔
سوال ۔ منزل جبروت[۳] کا حال کیا ؟
جواب ۔ منزل جبروت مُسَلَّمُوْ تَسْلِیْمًا ہمیشہ غرق از خود در مشغولات
حق کہ یک آپس غائب وقتے دید بال جوں کی مجنوں

لہ و قول علی کرم اللہ وجہہ خواجہ خرقانی رحمۃ اللہ علیہ
لے اینجا ۲ے قولہ تعالیٰ ۳ے جبروت کیا ؟ ھلہ و اضل سبیلا

Marfat.com

ولیکن در دل ہشیار باطن در مشغول او ہمچوں منزل ناسوت ولیکن تفاوت یہ کی ناسوت منزل[1] کا ظاہر باطن مجنوں و جبروت منزل کا ظاہر دستا مجنون ولیکن مجنون[1ع] کھوے سلیم[2ع] دل ہے و فنا ہونے میں مست و یک ساعت ہوشیار و دوجے ساعت مست بعدہٗ این حال ہیزم[1] شود در راہ معرفت رارسد۔ این مقام سِرّ است تعلق با عارف الوجود دارد این جا محل معرفت است و عارف الوجود کہ قرب خدائے تعالیٰ است وصلوٰۃ معرفت کہ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کہ خدا تعالیٰ را شناس کند و در مقام ذکر سری است و ذکر سری[3] سوں مشغول ہوئے با مراقبہ و مشاہدہ۔

سوال۔ سو[3ع] کیا؟

جواب۔ محبت کہ حدیث قدسی مَنْ عَشِقَنِیْ وَاَنَا عِشْقُ و ذکر سری آنست کی محنت میں سلگے[4] محبت یوں لوٹے کی خدا

---

[1] حضم ۔ [2] ص[1] ۲ع ۔ سری کیا۔ [3] ندارد

ص[1] منزل کا حال ظاہر ص[2] ۲ع ۔ سلیم نامست (ندارد) ص[3] و ذکر دانہ گیا ہو دیوے گمل پڑا ایا اصل محبت ذکر سری سوں مشغول ہوئے۔

[1ع] مجنوں (ندارد)

میں اپنیں نفی کر با اپس ہیں خدا کون جوں کی بند سمند میں یا
سمند بند میں پس چناں باشد کہ انا الحق و من سبحانی و لیس
فی جبتی کہ آن منزل لاہوت است لا ابالی و مراقبہ آن است
کہ خود را فدا کند در ذات حق جوں کی پانی مل گیا دودمیں
یا کولسا گنوا یا آگ میں این مراقبہ اعلیٰ است و مشاہدہ
آں است کی جو خود را ببیند و ہمہ کس را ہم خدا داند ــــ
ہمچوں مجنوں خود را فراموش کرد و خود لیلیٰ شدہ و روئے ہمہ کس
جز روئے لیلیٰ نہ نماید و ہر یک شئے را جز لیلیٰ نہ بیند این
مراقبہ و مشاہدہ سری است چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ
عنہ فرمود "من لم یکن لہ سر فھو مصر" محبت آن است
کہ اپنیں خدا میں مل یک ہوئے۔ جوں کا نور مل گیا جوت
میں یا نمک جوں در آب یا اوس نے بھیں ملا لیہ اپس ہیں
دہی ہوئے جوں کیتک بھن کریٹ کون اپس ہیں لیہ دہی
ہوا کچ نہ محبت سانتی بند سینی کی و نہ تینگ جوت دیوے

---

(۱) مط خود را خدا بیند (۲) مط و ہر شئے را ـ (۳) مط یا اسے تبھی ملالے اپس ہیں

(۱) مط
کیا (۲) مط و من (ندارد) (۳) مط تبھی

کی و نہ کملا کھنو ڑ[ف] اما محبت سیپنی[اع] اغیار نماید کہ پتیارے
پرکھات سیپنی کا اشتیاق جھوٹ ورسوائی[ع] بند کا پیچ۔ اما
ایں دیوادگی دکمل از سیپنی بھنیر کہ آنجا اغیارے است
وایں ہر دو یہ طلبند کہ ایشاں خود عاشق اند ہشوند وجان
داوند کیا بول دیوے کمل بر اما اصل محبت وعشق آں است
کہ در وصال ہر دو[ث] خود را فدا کنند جو نکی جو نا وملد کی
دونوں اشتیاق تھے آپس میں اپن تھے نا ل تن دونوں
گذرے ایس تھے ز رعشق ۔

سوال۔ در محبت و در عشق تفاوت چہ ؟

جواب۔ محبت آگ ہے وعشق بھڑکا محبت میں سلگنا عشق ہیں
جلنا۔ اما عشق در مقام قرب است بعدہٗ چوں ایں ال
ہزم[ث] ہجر و مقام قرب اصد اینجی مقام نور است کہ در نور
قرب رب العالمین است چنانچہ حدیث قدسی اِنَّ
فِی جَسَدِ ابْنِ آدَمَ لَمُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ قَلْبٌ ۔

ف اما محبت سیپنی سینب کا اشتیاق جھوٹ ولیسانت کا بند پیچ دل حصم
ث بہ ہر دو
اع سیپنی پرکھات (ندارد) ع سانمی کا بند۔

فی القلب[۱] روح وفی الروح سر وفی السر نور
وفی النور انا۔ پس ایں جا مقام قرب نور است ایں جا
راہ ومنزل گذشت وذکر خفی یا مراقبہ ومشاہدہ منزل[۲]
سوال۔ در مقام قرب چہ نشان؟
جواب این جا منزل وراہ بے نشان است ومقام قرب لانفی
ولا اثبات نہ حرف ونہ نکات ہستی ونہ نیستی۔ ایں ہردو
درمیان نہ گنجد ولیکن یک سیاہی رمزے است اگر
بدانی ذکر خفی در مقام قرب است وذکر خفی کہ خود را
فدا کردن است در ذات حق چوں کہ فدا شود لا ربًّا و
لا عبدًا ہمچو کافور بآتش وصل دار و ہردو فدا شود و
مراقبہ آنجا در نور نشان وانائی کا۔ لگن دینا[۳] تا کہ جان
بینے کا وبیتال[۴] وہاں اگر چیزے جان ہو دے گا تو شرک
کھڑا رہے گا درآگاہ آگاہ گم کرنا این سخن کسے را
معلوم شود مگر ارادت خدا کہ جس کا صحیح جانے ومشاہدہ

۱؎ ای فی القلب فواد فی الفواد روح ۲؎ مـ ای لفظ منزل ندارد
۳؎ تاکہ ومراقبہ۔ ۴؎ بیتال

آں انست کہ در ذکر خفی غائب نماید۔ نہ من نہ
توں و نہ ما فرشما ہم نیست کہ مقام الفنا فی اللہ
جان اے عارف! کہ مراقبہ کا انتہا سوچہ مشاہدہ
عبودیت و ربوبیت راجائے نیست۔ سبب یہ
ہے کہ ذات خدا کا تو بقا' اما مینچہ نہیں پس توں
کہاں اگر بندہ تا خدا و گر خدا تا بندہ کہ من و تو ایں
ہردو برابر است از یک جا بیروں آمدند کہ آفتاب
روشن انکھیاں تھے و انکھیاں روشن آفتاب سے
آفتاب تو قدیمی ہے و لیکن اوجالا و انکھیاں تھے نہیں[1]
توپس اوجالا کیا و لے انکھیاں فدا ہو نہاریاں ہیں
و آفتاب بقا واللہ اعلم۔

سوال:۔ پس جو نکہ ذات میں ذات مل[1] گیا یک ہو گیا جوں
لون پانی میں کہ لون پانی کا تھا پس پانی[2] میں پانی
سوں مل بندہ پانی کا ہو گیا۔ بھونرٹ[2] وہی بندہ
ڈھونڈے تو سنپڑتا[3] ہے۔

---

[1] ع نہیں تو (ندارد) ص[1] مل گیا (ندارد) ص[2] پانی کا بندہ پانی سوں مل پانی ہو گیا۔
[2] ع بھنور دا ڈھونڈیتوں سنپڑاتا ہے۔
ص[3] کیا سنپڑے گا۔

Marfat.com

جواب:۔ خدائے تعالیٰ لَمِثْلِهٖ شَیٌٔ کہ ہریک مثل کوں عیب
لگتا ہے ولیکن کہے کیا سبب ہریک تشبیہ ہرآدمی
جاتا ہے[۱]۔ ولیکن فہم نہ کنی کہ پانی میں قدرت نہیں
تجے[۲] وہی بندہ خارج کرے ولیکن ذات میں یہ
گمان نہیں کہ مل گیا پس کیوں نکلے گا کہ قادر
توانا سکتا کی ہے اسی نورکوں اپنے نور میں تھے
خارج کر سکتا لاشک ولاشبہ جان اے عارف
کہ یو نور قدیم أول مَاخَلَقَ اللّٰہُ نوری بعدہٗ[۳] از
نور روح آفرید و بعدہ[۴] در روح نفس آفرید خدائے تعالیٰ
بہ قدرت خود وایں نور قدیم قدرت سوں تھا ولیکن
کیوں تھا۔ نہ متصل نہ منفصل ہمچوں[۵] ذریات آفتاب
باآفتاب بود۔ نہ متصل نماید و نہ مفصل کہ آں
ذریات عکس آفتاب اند پس چونکہ آفتاب
قدیم است و ذریات ہم قدیم است و قدرت
ہم قدیم ایں ہر سہ یکے است کہ اما ایں

---

۱ جاتا ۲ کہ (بجائے تجے) ۳ بعد نور روح را آفرید و بعد روح نفس
آفرید ۴ ہمچناں ذریات آفتاب بود۔ ۵ بعد از
اے جاتا

عالم خدائی خود خدا است دیگر شریک نیست و دیگر
از کجا آرم کہ ایں دوی از تو نماید[1] کہ از فہم کثر[1] تو
شرک بماند کہ خود را خود دید و دو تا کرد و اگر فہم راست
کنی یکے شود ہمچوں آفتاب سوئے مغرب تا مشرق
نماید و خود سایہ دراز کشد - چوں آفتاب
بر سر راست می آید آں سایہ دراز در زیر پائے
رود ناپدید شود اگر جوئی نیابی، ہرگز نیابی بدانید
بدانید کہ ایں آفتاب معرفت در ذات آدمی
است چوں معرفت بر[2] دل راست آید حقیقت
و سزاوار یکے نماید - دوئی ہم گذشت چونکہ
انصاف میں بے انصاف کیا - راست میں
کذاب کیا - بھاؤ میں ماؤ کیا، یو صفات بندہ
کا ذات حق میں فدا در نظر و اصلال بعدہ ہر چہ
بینی حق بینی و ہر چہ گوئی حق گوئی کہ ان اللہ
علی کل شیء محیط - محیط یوں چونکے دل محیط

---

[1] کہ از فہم تو شریک کرد

ص[1] از فہم کند تو۔ ص[2] در دل آید۔ [1]ع۔ کثر (ندارد)

برفعل نفس کہ ہریک فعل کوں مدد جز دل نہیں
ودل ان[۱] فعلوں میں ہیس[ص۱] وہی[ع۱] دستا ولیکن
الاہیدہ منزہ است۔ کسی فعلوں میں باندھیا
نہیں۔ ہموں طریق محیطی اوبداں۔ ایں علم ہر
کس را معلوم نہ شود جز ارادت اللہ۔

سوال:۔ علم چند است ؟

جواب:۔ علم دو است یکے کسبی دوم علم لدنی و علم[۲] کسبی
چیز یکہ در قلم درآید، و علم لدنی کہ در قلم نیاید۔
آں علم لدنی۔ چنانچہ۔ العلم نقطۃ۔ آں نکتہ کدام
است[ع۲] ذات منزہ باری تعالیٰ۔ کہ عالم الغیب و
الشہادت۔ آں[۳] نکتہ قدیم است کہ از نکتہ او
ہمہ نکات باز[ع۳] آمدند۔ بر حروف تمام تا نام ونشاں
عیاں[ع۴] شد کہ ہمہ قدرت آشکارا شد. جاں وجہانیاں
تمثیل نظیرہا نمود چنانچہ[۴] نکتہ ابتدا از الف است

۱؎ ایں فعل میں ہیس ویسا دستا ۲؎ علم کسبی در چیز قلم درآید۔ ۳؎ یں
نکتہ قدیم ہست از نکتہ قدیم است۔ ص۱ بیسر ویسا دستا
۴؎ چنانچہ نکتہ ابتدا الف است۔
ع۱ ویسے ع۲ کہ قلم در آید ع۳ بار ع۴ شود۔

کہ عالم الغیب والشہادت [اعـ عـہ] و از نکتہ احد نکتۂ ب
احمد شد کہ من رانی فقد رای الحق و نکتہ ت
از ب مرید است اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول
و ایں دو نکتہ ت یک پیر و مرید کہ نکتہ ب بر ت آمد
و نکتہ ابتداء از الف بود آں در پنہاں گنج بود و ہم در الف
در آمد۔ باز ہم پنہاں شد تا کہ در ب و در ت درین سہ
حرف جز ث اظہار نہ شد و ایں [صلـ] نکتہ ث و
در ث دو نکتہ ت بود۔ و در نکتہ ت بر آں [لہ] نکتہ در ہر
دو بالا و محیط۔ آن کدام نکتہ کہ ابتداء از الف دریں سہ
حرفات پنہاں بود و بر حرف چہارم اظہار نمود ایں حرف
چہارم ث کہ ایں عارف الوجود است و در الف ۵
ہر سہ وجود نمود و ب ممکن الوجود کہ بدایت
است و ب بیت است کہ خانۂ روح است
و ت ممتنع الوجود تا در نون ظلمات نمود و در تو بہ

عـہ و نکتہ ب محمد است کہ قول علیہ السلام انا و علی نقطۃ تحت الباء و نکتہ ت مرید است
نکتہ ابتداء از الف است آں نکتہ ذات است کہ عالم الغیب والشہادت۔
لہ بر آں ہر دو بالا و محیط
صلـ اکر اعـ و نکتہ ب تا شہادت ندارد

در آمد کہ ت توبت است پس از ظلمات بیرون
آمد در ثبوت ث رسید و جز ایں سہ نکتہ پیش ازیں
دیگر نیست آں نکتہ کہ در ہر دو محیط است جز آں
ہمہ حروف را اظہاری نہ کہ از نکتۂ پنہانی ح نمود و از
نکتہ اظہاری خ نمود اما نکتہ ہر دو جا باشد یکجا مخفی و یک
جا اظہار کہ والظاہر والباطن ولیکن جز نکتہ یک کم
سی حرف باز[1] نمود ولیکن نکتہ منزہ است اگرچہ
در ہمہ محیط و نکتہ احد در ہمہ نماید ہمچناں خدائے تعالیٰ
با ہمہ و بی ہمہ و در ہمہ و برہمہ باید شناس و ہمہ
حروف سیزدہ اند و از نکات یک کم سی نمود و گر
شمر[2]ند سیزدہ اند و نکتہ جیم جمیل اللہ کہ اِنَّ اللہَ
جَمِیْلٌ وَیُحِبُّ الْجَمَالُ و جیم جمعیت و در جمعیت
مخفی نمود کہ جمعیت مخلوقات است و در مخلوق پنہاں
نمود و خ خلوت نور است و در خلوت ظاہر پس در
ذال ذوق شد کہ ذوق نور است و نور بندۂ ذات

---

[1] - بازنہ نمود [2] شمردند

Marfat.com

دراں ذوق است ودرز زیادتی زیبائی نمودکہ
زینت از من است پس درآمدشین این سہ نکتہ
برشین این دونکتہ ثنت است ونکتہ سوم خودئی
ظلمات کہ شین محل شہوت است کہ بیخ حرص است
ودراعضا نیم است از الف تا ش خانہ نیم است حرف نکتہ
باید گرفت تا این نکتہ سوم برشین این نکتہ عزازیل است این را
حذر باید کرد کہ بانکتہ ضاد ضد باید نمود از شین شیطان تا در
ظاہر شود مقام عین واصل غین مین است واگر نکتہ نہ بود عین
کوراست تا بردو غین صورت محبوب عین چنانچہ نکتہ سیاہی
باسہ نکتہ گواہی واین نکتہ سہ دو نکتہ ظلمانی ویک نورانی
اما دوئی در ظلمات ویگانگی در نور تا دو ظاہر باطن یک
واین نکتہ ف فدا باید کرد کہ الفنا فی اللہ تا درقبولیت قاف
درآمد عشق نماید چونکہ درقبولیت قاف آں شین در عین و
درقاف درآمد عشق شد پس دوئی درظلمات وہم گذشت
درمقام نورنون نکتہ واحد نمود لاالہ الاہو بعدہٗ باقی ی نمود ہر دو نکتہ

---

۱ کہ ہمہ زینت ۲: حروف نکتہ باید ۳ عزرائیل است ایں را حذر باید کرد
۴ دو نکتہ ظلمات ۵ از برجائے آں)

Marfat.com

ثابت آں نکتہ کہ ذات ابتدا اظہار شد برائے نکتہ
دوم قرار دادنی[ص۱] است بریں ہر دو نکتہ ثابت۔ اشہد ان
محمداً عبدہ و رسولہ دریں ہر دو نکتہ نکتہ دلالت گذاشت بر وقت
آں وقت کہ وحی جبریل کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک
مقرب ولا نبی مرسل این جا نہ ذکر است و نہ فکر است و نہ من و تو
کہ در گفتن زبان نیاید۔ و اگر چیزے دانستم آرم تا در شرک بمانم[ل۱]
و در عشق ندانم کہ من و توئی و گر در فکری کنم از من دور[ص۲] نماید آں
فکری مرا حجاب است و گرے فکر مانیم ہموں است ہموں است
الٰہی۔ اگر عشق دہی از من مرا خبر[ص۳] نیست و گر دانائی می دہی
تا من بندۂ تو دانم و اگر ایں[ص۴] دانائی ترا شرک رسد تا
ایں دانائی از من بردار و نہ من ایں دانم و نہ من
آں ہرچہ تو خواہی بکن۔ یا الٰہی۔ یا الٰہی۔ یا الٰہی تمام شد
شیطان غلام شد۔ کار من نظام شد۔

ل۱۔ بمانم ۲ ص۳۔ صبر
ص۱ قرار دادہ است ص۲ دور (ندارد) چنانکہ مرا حجاب ص۴ ازیں

Marfat.com

فرہنگ

کاشف الحقائق

آ

آپئی آپ - آپ ہی آپ

آرسی - آئینہ

آسی - آئے گی

آکار - روپ - ہیئت، ظاہری شکل

آکاس - آسمان

آگاہ ہونا - واقفیت

آنگن، انگن - صحن

آونہارا - آنے والا

اپاؤ - حکمت، علاج، تدبیر، آویزش

اپجنا - ظاہر ہونا - پیدا ہونا

اپرم پار - لامحدود - بے کنار

اپروپ - [illegible]

اتال - [illegible]

اتپت - آفرینش، آغاز، پیدائش

[illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - [illegible]

[illegible] - [illegible]

اشکارہ - مشتہر

اگوچر - جو نظر نہ آسکے، غیر محسوس

الادا / الادھا / الادھا - علیحدہ

[illegible] - کم

امرت / امرت - امرت، تریاق

انبیڑانا - پہنچانا - سمجھانا

انبیڑ دینا - پہنچا دینا

انبیڑنا - پہنچنا - سمجھنا

Marfat.com

انیتر ہارا ۔ سمجھنے والا
انت ۔ حد
انجن ۔ سرمہ جسکو عموماً جوگی لگاکر ہر خفیہ چیز دیکھتے ہیں ۔
اندھلا ۔ اندھا
انکھیاں ۔ آنکھیں
او ۔ وہ
اُور طرف
اُوٹیا اُٹھا
اویچ ۔ پہلے ہی
اسے ۔ یہ
ایتال اب
ابیندرین ۔ حواسِ خمسۂ ظاہرو باطن
گیان اندری و کرم اندری

ب

بارا ۔ ہوا
بارد } بعد از
باذز } اس کے بعد
بدھارا ۔ عقلمند
برتنا ۔ کام میں لانا ۔ استعمال کرنا
برتنہارا ۔ کام میں لانے والا

برقا ۔ برقعہ
بستار ۔ وسعت ۔ فراخی
بسر ۔ بھول
بسرنا ۔ بھولنا
بکار ۔ بگڑا ہوا ۔ بدنما ۔ برائی
بنب ۔ عکس
بُند } بوند، قطرہ
بُندہ }
بوجھن ہارا ۔ سمجھنے والا
بوجھے ۔ سمجھے
بھاکر ۔ پڑکر ۔ ہوکر
بھانڈا ۔ برتن
بھاؤ ۔ نیت ۔ خیال
بھاوتا ۔ پیارا ۔ محبوب
بھنڈار ۔ ذخیرہ
بھنور ۔ بھنورا
بھوتاکار ۔ نوشتۂ تقدیر ۔ عناصر کی شکلیں
بھوڑنا ۔ واپس ہونا ۔ پلٹنا
بھیتر ۔ میں
بیسنا ۔ بیٹھنا
بیس ۔ بیٹھ

Marfat.com

ببیس ۔ شہر کا دروازہ

پ

پچھان ۔ پہچان ۔ شناخت
پدَر ۔ حجاب ۔ پردہ ۔ اوٹ
پریت ۔ محبت
پریتو ۔ پرتو
پرچنا ۔ جانچنا
پرچیت ۔ جانچ امتحان
پوچنا ۔ پوچھنا
پیرنا ۔ بونا
پیسنا ۔ داخل ہونا
پیاپار ۔ اُدھر پرے ۔

ت

تُرت ۔ فوراً
تسرا ۔ تیسرا
تنا ۔ درخت
توں ۔ تو
تھے } سے
تے
تھوا ۔ ظاہر (مستعمل)
تھمنا ۔ ٹھہرنا ۔
تیوں ۔ اسی طرح

ٹ

ٹٹنا
توٹنا ۔ لوٹنا
ٹھار ۔ جگہ ۔ مقام
ٹھالوں ۔ جگہ ۔ مقام

ج

جاسی ۔ جائے گا ۔
جاسی نہ ۔ نہ جائے گا ۔
جاگا ۔ جگہ
جالنا ۔ جلانا
جان بینا ۔ جان رکھنا ۔ واقفیت
جتا ۔ جتنا
جدھاں ۔ جدھر
جنایا ۔ علم میں لایا
جنایا ۔ پیدا کیا
جوتی برو شنی ۔ چمک ۔
جو لگ ۔ جب تک
جوں کی ۔ جیسا کہ
جوں کی ۔ چونکہ
جیو بینا ۔ جان رکھنا

Marfat.com

چ

چکان ہارا - دینے والا

چھایا - سایہ

چوپ غائیہ، خدا میں غرق رہنا (تشفی)

چیتنا - روح - سمجھ - دانائی

چیتن ناتھ - روح یا سمجھ رکھنے والا

چیتن ہارا - ہوشیار

چیشٹا - کوشش

خ

خیرز - خارج - علیحدہ

د

درشٹ - نظر

دُرونی - دل

دِسنا - نظر آنا

دوبیا - دوئی

دوجا - دوسرا

دوسرا بیا - دوئی

دھوپ کالا - موسم گرما

دیکھن ہار - دیکھنے والا

دیوا - چراغ

ڈ

ڈولنا - ہلنا

ر

رمن - مستغرق ہونا - ڈوب جانا

روپ - شکل

رہسی - رہے گا

رہن - مقام

رہیا - رہا

س

سار - تنکا - لوہا

سار - سوار

سار - مانند

سانت - تصوف

سانتی - صوفی

ساندھیاں - اعضا کے جوڑ

ساندھنا - لڑکانا - گرانا

ساؤ - جوہر، اچھے

سترگی، عظمت، بڑائی

ستغز - آزاد - سب سے الگ

سروپ - خوبصورت شکل

سکلا - تمام

سماو - سمائی
سمد - سمندر
سمجنا - سمجھنا
سُتنا سونا
سنپڑانا - [illegible]
سنپور - [illegible]
سنپورن - پوری طرح مکمل
سنکارا - اشارہ
سنگات
سنگی } ساتھ
سنبا کو - [illegible]
سوَر - [illegible]
سوں - [illegible]
[illegible] - آسمان
سہج - فطرت - خدا (تصوف)
[illegible]
[illegible]
سمبول - [illegible]
[illegible]
[illegible]
قلم - [illegible]

قہ [illegible] خبیث - بدروح

ک

کاڑنا - نکالنا - برآمد کرنا
کتھوں - کہاں
[illegible] - کچھ
کرتار - کرنے والا - خدا
کروپا - بدوضع - بدشکل
کرن ہار - کرنے والا
کشش - کوشش
[illegible] - سمجھ کر
[illegible] - کنول
کمیں - کبھی
کنٹھ - گلا - حلق
کوا - کنواں
[illegible] - [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کیرے - کے
کئیں - کہیں

گ

گاونج - گاؤں ہی
گن - خاصیت

ل

لگ - تک
لوڑنا - چاہنا
لیہ - لے

م

مرکٹ - بندر
منج - مجھ
منج کوں - مجھے
منجے - مجھے
منجھار - مجھ میں سے
مندہونا - سست ہونا
منی - میں پن - انانیت
موں - منہ
ہیت - ماہیت
میت - مطلب

مینچ - میں ہی
نراکار / نراں کار / نرنکار - بے صورت جو، کی کوئی شکل و شباہت نہ ہو
نھوے - نہیں ہے
نیر - پانی
نیمونہ - نمونہ

و

و - وہ
واوں - اس طرح
وتے - اتنے
دھانج - وہیں

ہ

ہلد - ہلدی
ہنگام - موسم
ہوسی - ہوگا

ی

یکیچ - ایک ہی
یکس میں ایک - ایک میں ایک
یونچ - یوں ہی - اسی طرح

Marfat.com

مُرتِّب کی دُوسری تصانیف

۱۔ مشاہیر قندھار دکن۔

۲۔ پریم چند اور ان کی افسانہ نگاری۔

۳۔ فہرست مطبوعات کتب خانہ ادارۂ ادبیاتِ اُردو

جلد اول ۔۔ ۳=۰۰

۴۔ 〃 〃 دوم ۔۔ ۳=۰۰

۵۔ 〃 〃 سوم زیرِ ترتیب

۶۔ چندر بدن و مہیار (مقیمی) ۲=۵۰

۷۔ سیف الملوک و بدیع الجمال (غواصی) ہندی رسم خط میں ۔۔ ۵=۰۰

۸۔ کلام بینظیر (حضرت بینظیر شاہ وارثی کا کلام) ۔۔ ۶=۰۰

۹۔ دیوان عشق (مرزا جمال اشرف عشق اورنگ آبادی) ۱=۵۰

۱۰۔ یادگار امجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۱=۵۰

۱۱۔ تاج الحقایق ۔ ۔ ۔ ۔ زیرِ طبع

ادارہ کی چند اہم مطبوعات

۱	فرخندہ بنیاد حیدرآباد	ڈاکٹر زور	۲ = ۵۰
۲	داستانِ ادب حیدرآباد	〃	۲ = ۵۰
۳	تذکرہ اردو مخطوطات (پانچ جلدوں میں)	〃 فی جلد	۷ = ۰۰
۴	تاریخ ادب اردو	〃	۲ = ۰۰
۵	میر محمد مومن	〃	۳ = ۰۰
۶	بہمنی سلطنت	پروفیسر مجید صدیقی	۲ = ۵۰
۷	دیوان داؤد اورنگ بادی	ڈاکٹر خالدہ بیگم	۱ = ۵۰
۸	دیوان عشق اورنگ آبادی	محمد اکبرالدین صدیقی	۱ = ۵۰
۹	کلیات غواصی	محمد بن عمر مرحوم	۴ = ۰۰
۱۰	دکھنی ہندو اور اردو	نصیرالدین ہاشمی	۳ = ۵۰
۱۱	مقام غالب	سید مبارزالدین رفعت	۲ = ۰۰
۱۲	محمد حسین آزاد	جہاں بانو نقوی	۲ = ۵۰
۱۳	میاں داد خاں سیاح	ڈاکٹر ظہیرالدین مدنی	۲ = ۰۰
۱۴	تاریخ ادب عربی	ڈاکٹر سید ابوالفضل	۳ = ۰۰

ادارہ ادبیات اردو۔ ایوان اردو خیریت آباد

Marfat.com